اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۱۱

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ۱؍

قیمت سالانہ پیشگی ۸ روپئے

نمبر ۱۷	مورخہ ۲۷ راگست ۱۹۲۹ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

۲۲ راگست۔ قادیان اور مضافات قادیان کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں مذبح کے معاملہ پر تقریریں ہوئیں اور تمام مسلمانوں نے اسے اپنا متفقہ حق بتایا۔ چند تجاویز پیش ہوئیں۔ جو بالاتفاق رائے پاس کی گئیں۔ جلسہ کی مفصل روئداد دوسری جگہ درج ہے۔

موسمی تعطیلات کے لئے سکول بند ہونے پر جو طلباء گھروں کو گئے ہیں۔ اب کے انہیں نظارت تعلیم و تربیت نے ایک فارم دیا ہے۔ جسے ذمہ دار کارکنوں کو مکمل کرکے اس کے مطابق عملدرآمد شروع کر دینا چاہیئے۔

قادیان میں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

مذبح کے خلاف ہندو اخبارات کی غلط بیانیوں کی تردید

حکام کا شکریہ اور اپنے حق کے تحفظ کا مطالبہ

۲۲ راگست۔ قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں قادیان اور آس پاس کے تقریباً پچاس دیہات کے بے شمار نمایندے شریک ہوئے اور تین چار تقریروں کے بعد حسب ذیل قراردادیں بالاتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) ہم قادیان کے آس پاس کے پچاس دیہات کے مسلمان نمایندے بالاتفاق اعلان کرتے ہیں۔ کہ قادیان کے مذبح کا مسئلہ صرف احمدیہ جماعت کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ تمام مسلم قوم کا مذہبی مسئلہ ہے۔ اور ہم یقیناً اسے اپنا جائز حق سمجھتے ہیں۔ جو ہم نے قانوناً حاصل کر لیا ہے۔ ہم اس میں کسی بیرونی مداخلت کو اپنے مذہبی و جائز حقوق پر حملہ تصور کرتے ہیں۔ اور ان حقوق کا تحفظ ہمارا فرض ہے۔ اور ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہر ممکن طریق سے ہمارے اس حق کا تحفظ کرے۔

(۲) ہم مسلمان جو احمدیہ جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ ہندو اخبارات کے اس شرمناک پروپیگنڈا کی کہ احمدیوں کے سوا باقی تمام مسلمان اس مذبح کے قیام کے خلاف ہیں۔ نہایت زور کے ساتھ تکذیب و تردید کرتے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ اور ہمارے مذہبی احساسات کی توہین ہے۔

(۳) ہم ضلع گورداسپور کے حکام کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اب تک تحفظ امن و نظام کے پیش نظر ہمارے اس حق کی حفاظت کی ہے۔ اور ہمیں پوری امید ہے کہ وہ آئندہ بھی اسی طرح ہمارے اس جائز حق کے تحفظ کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔

(۴) ان قراردادوں کی نقول گورداسپور کے کمشنر ڈپٹی کمشنر پولیس اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

قادیان کے مذبح کے متعلق مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

۲۲ ر اگست ۱۹۲۹ء کو بعد نماز ظہر خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے باغ میں قادیان اور اس کے ساتھ دیہات کے علاوہ دریائے بیاس تک کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ پچاس کے قریب دیہات کے نمایندے اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ بیٹ کے بعض دیہات کے نمایندے دریائے بیاس کی طغیانی کے سبب نہیں آسکے مگر انہوں نے اپنا دستخطی نوٹ بھیجدیا تھا۔ کہ وہ اس اجتماع کے فیصلہ کے ساتھ متفق ہیں اس جلسہ کے پریذیڈنٹ چودہری فتح محمد صاحب سیال تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم و پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے حسب ذیل تقریر کر کے جلسہ کے اغراض و مقاصد پیش کئے۔ اور پھر اسی جلسہ میں ان قراردوں کو پیش کیا جو دوسری جگہ درج ہیں یہ تمام ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے۔ جلسہ میں احمدی اور غیر احمدی مسلمان دونوں شریک تھے

تقریر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

برادران بیرجلسہ قادیان اور باہر کے قریباً پچاس دیہات کے مسلمان نمایندوں کا جلسہ ہے جلسہ میں احمدی جماعت کے لوگوں کے سوائے دوسرے فرقوں کے مسلمان بھی شریک ہیں اور یہ خدا کا شکر ہے کہ ہم سب ایک غرض مشترک کے لئے ایک جگہ اکھٹے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم سب بھائی ہیں۔ اسلام دنیا میں حقیقی اخوت (برادری) قائم کرنیکے لئے آیا ہے۔ اسلام میں رنگ اور ملک کا سوال نہیں۔ ہر مسلمان خواہ وہ گورا ہو یا کالا۔ ہندوستان کا ہو یا ایران و انگلستان کا سب آپس میں بھائی ہیں۔ اسلام میں کوئی اچھوت نہیں جس طرح پر ہندوؤں میں ہیں ❊

مومن بُزدل نہیں ہوتا

دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اسلام صلح اور امن کا مذہب ہے۔ دنیا میں امن کو قائم رکھنا اور امن پھیلانا یہ اسلام کی تعلیم اور ہر مسلمان کا فرض ہے۔ پس ہمیں ہر قسم کے فساد بغاوت اور شرارت سے بچنا چاہیئے۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اسلام انسان کو بزدل اور ڈرپوک نہیں بناتا۔ مومن اور مسلمان کسی سے ڈر نہیں سکتا۔ وہ صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ خوف کا جن یا بھوت اسی انسان کے اندر کھیلتا ہے جو خدا سے نہیں بلکہ انسانوں سے ڈرتا ہے۔ اس لئے جیسے تم کو دنیا میں امن قائم رکھنا چاہیئے اسی طرح کسی شخص سے خواہ کوئی ہو کبھی ڈرنا نہیں چاہیئے ❊

سکھوں کی قانون شکنی

آپ کو معلوم ہے قادیان کا مذبح سکھوں نے حملہ کر کے گرایا ہے یہ مذبح کمیٹی نے بنایا تھا۔ اور سرکار نے اسکی اجازت دی تھی اس طرح پر وہ ایک سرکاری عمارت تھی۔ سکھوں نے قادیان کے ہندوؤں کی تحریک اور اکساہٹ سے اسے گرا دیا ہم نے اس موقعہ پر پہنچکر ان سے لڑائی نہیں کی۔ یہ ہماری بزدلی یا خوف کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ ہم قانون کی خلاف ورزی کرنا گناہ سمجھتے ہیں قانون کی عزت کرنا ہر شریف اور مسلمان کا فرض ہے سکھوں نے خلاف قانون حرکت کی۔ حکومت خود ان سے باز پرس کرے یا نہ کرے۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ سکھوں نے یہ فعل خلاف قانون ہی نہیں کیا۔ بلکہ خلاف انصاف و اخلاق بھی کیا۔ مذبح ہمارا مذہبی اور فطری حق ہے۔ اور ہمیں اس کے لئے اسی طرح آزادی ہونی چاہیئے جیسے ان کو جھٹکے کی ہے۔ ہم جب جھٹکے پر اعتراض نہیں کرتے۔ تو ان کا حق نہیں کہ مذبح پر اعتراض کریں۔ اس بات کو سکھوں کے بعض لیڈروں اور اخباروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے ❊

اپنی حفاظت

جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اگر ہم بھی وہی غلطی کرتے جس کا ارتکاب سکھوں نے کیا ہے۔ تو آج زیادہ خطرناک صورت ہوتی۔ ہمارے فعل نے شہر کے امن اور قرب و جوار کے امن کو قائم رکھا ہے۔ بیشک ہم نے لڑائی نہیں کی اس لئے کہ ہم اسے غلطی اور گناہ سمجھتے تھے لیکن اگر ہم پر حملہ ہوتا تو ہم ہر قیمت پر اپنی مدافعت کرتے۔ ہاں میں یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ ہم کسی سختی سے یا شرارت سے ڈر کر اپنے حق کو چھوڑ نہیں سکتے ہم گائے کو حلال سمجھتے ہیں۔ اور کسی کا حق نہیں۔ کہ ہم کو اس سے روکے۔ اسی طرح جو لوگ سور یا جھٹکا یا کسی اور چیز کو کھاتے ہیں۔ ہمارا حق نہیں کہ ان کے اس فعل میں انکی مخالفت کریں ہمسائیوں کے جائز حقوق میں مداخلت کرنا یہ شرافت اور انسانیت نہیں ہے۔ ہم اپنے مذہبی شعائر کی حفاظت کرنے میں کسی دُکھ اور تکلیف کی پروا نہیں کریں گے۔ جب ہم اپنی چیزوں کے بچانے کیلئے ایک بنہ اور درخت کی حفاظت کے واسطے کسی خطرہ کی پرواہ نہیں کرتے تو اپنے مذہبی شعائر کی حفاظت کے لئے کوئی چیز ہم کو روک نہیں سکتی۔ ہاں ہم قانون کو ہاتھ میں نہیں لیں گے۔ جہاں قانون حفاظت خود اختیاری کے لئے ہمیں اجازت اور آزادی دیگا ہم اس سے فائدہ اُٹھانے میں تامل نہ کرینگے۔

مذہبی حق

پس اگر آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مذبح کا سوال احمدی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہم سب کا مذہبی سوال نہیں۔ تو آپ کو اختیار اور اجازت ہے۔ کہ اس کا کھلے دل سے اقرار کریں۔ اور اگر یہ ہمارا سب کا مذہبی حق ہے۔ اور ضرور ہے۔ تو میں کہونگا۔ کہ پھر اس مذہبی حق کی حفاظت کریں۔ لڑکر نہیں۔ خلاف قانون کاروائیوں سے نہیں۔ بلکہ ان جائز طریقوں سے جو قانون نے ہمارے لئے رکھے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر آپ اس معاملہ میں احمدی جماعت سے الگ ہیں۔ تو بے شک کہہ دیں۔ لیکن اگر یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ تو سب ملکر اس کا اظہار کریں۔ بعض لوگوں نے جو کسی نہ کسی وجہ سے احمدی جماعت سے مخالفت رکھتے ہیں۔ یا ہندوؤں سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو خوش کرنے کے لئے کہا ہے۔ کہ احمدیوں کے سوا دوسرے مسلمان بوچڑ خانہ کے حق میں نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ اور شرارت ہے۔ میں قادیان کے مسلمانوں کو جو ہماری جماعت میں نہیں۔ اور یہاں موجود ہیں۔ جانتا ہوں۔ کہ وہ اسے جھوٹ یقین کرتے ہیں۔ اور بوچڑ خانے کے لئے وہ احمدیوں سے کم جوش نہیں رکھتے ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس شرارت آمیز اور جھوٹے پروپیگنڈے کی تردید کریں

حکومت سے درخواست

تیسری بات جو میں کہنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ حکومت نے ہمارے ہی جائز حق کی ہم کو اجازت دی ہے۔ اور اب تک اُس نے اس کی حفاظت کی ہے۔ آئندہ بھی ہمیں ملکر اس سے درخواست کرنی چاہئے۔ کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ اور کسی شخص کو ہمارے مذہبی اور جائز حقوق میں مداخلت نہ کرنے دے ❊

دیہات میں مُسلمانوں پر ظلم

آخر میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ بعض دیہات میں نہایت شرمناک برتاؤ مسلمان مسافروں سے کیا جاتا ہے۔ ان کو پانی نہیں دیا جاتا۔ راستہ پر چلنے سے روکتے ہیں۔ یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے۔ وہ خود یہاں آتے ہیں ہمارے دواخانوں سے دوائیاں لیتے ہیں۔ اور دوسرے امور میں مدد لیتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمارے اپنے ذاتی اور پرائیویٹ راستوں پر چلتے ہیں۔ اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایسے افعال انسانیت کے خلاف ہیں۔ آپ لوگوں کو ممکن ہے۔ مقامی ہندو تکلیف دیں۔ مگر میں یہی کہتا ہوں۔ کہ ہر قسم کے فساد سے بچو۔ اور حکومت کو اطلاع دو۔ ہمیں اطلاع دو۔ ہم اپنے بھائیوں کی جائز مدد سے کبھی مضائقہ نہیں کریں گے۔

آزادی رائے

اب میں چند تجاویز آپ کے سامنے پیش کرونگا۔ جو شخص شرح صدر سے کسی تجویز سے متفق نہ ہو۔ وہ بے شک تائید نہ کرے۔ ضمیر اور رائے کی آزادی کا ہر شخص کو حق ہے۔ لیکن اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ یہ تجاویز ضروری ہیں تو تائید کرو۔ اور پھر کسی سے نہ ڈرو ❊

اس کے بعد میاں امام الدین ساکن قادیان نے جو اہلحدیث ہیں۔ اور ایک معزز خاندان کشمیریان کے ممبر ہیں مسلمانوں کو باہمی اتفاق کی تاکید کی۔ اور صاف صاف کہا کہ یہ ہم سب مسلمانوں کا مشترکہ معاملہ ہے۔ اور ہمارا مذہبی حق ہے۔ اس کے بعد ریزولیوشن پیش ہوئے۔ اور بالاتفاق پاس ہوئے

ایڈیٹر الفضل کی واپسی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریریں اور خطبات وغیرہ قلم بند کرنے کے لیئے کوئی اور انتظام نہ ہوسکنے کی وجہ سے مجھے خود کشمیر جانا پڑا۔ اور میں وہاں سے اخبار کا بیشتر حصہ ایڈٹ کر کے بھیجتا لیکن اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کے بیمار ہو جانیکی وجہ سے چونکہ اخبار کی تیاری میں حرج واقعہ ہونے لگا۔ اس لئے مجھے بذریعہ تار واپس بلا لیا گیا۔ اور اب میں کام پر حاضر ہو گیا ہوں۔ چونکہ میرے جانے کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ اس لئے اطلاعاً یہ سطور لکھی گئی ہیں۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ اگست سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

وراثت حضرت مسیح موعودؑ اور غیر مبایعین

غیر مبایعین کی چال

غیر مبایعین جب دیکھتے ہیں۔ ان کی بے سروپا اور جہالت و عداوت سے آگندہ تحریروں کا لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تو وہ یہ چال چلتے ہیں کہ کبھی دام افتادہ کو مبایع ظاہر کرکے اس سے ایسے اعتراضات لکھا کر شایع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جن کے بیسیوں مرتبہ نہایت مدلل جواب دئیے جا چکے ہیں۔ اور کوئی سمجھدار ان اعتراضات کو دوہرانے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

ایک مضمون

۱۸ اگست سنہ ۲۹ء کے "پیغام صلح" میں اسی قسم کا ایک مضمون شایع کیا گیا ہے۔ جسے "ایک قادیانی کی کھلی چٹھی بنام مرزا محمود احمدؐ۔ بشیر احمدؐ۔ شریف احمدؐ وغیرہم" قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں "مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی" کی ایک تحریر پیش کرکے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ گروہ انبیاء کے ہاں وراثت نہیں ہوتی؟ اور نتیجہ یہ نکالا گیا ہے "اگر مرزا صاحب واقعی انبیاء کے گروہ میں شامل تھے۔ تو ان کے ہاں بھی وراثت نہیں ہونی چاہیئے"۔

بناءِ استدلال

ناظرین کی واقفیت کے لئے اتنا بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ "مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی" وہی "مولانا" ہیں۔ جنہوں نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا "علماء خیر" کی علامت ڈاڑھی منڈا کر چہرہ صفاچٹ کرالینا قرار دیتے ہوئے یہ تحریک کی تھی۔ کہ تمام علماء کو اپنی ڈاڑھیاں منڈا دینی چاہئیں۔ اور مسلمانوں کی صحیح راہ نمائی اور اسلام کی تعلیم کا صحیح نمونہ پیش کرنے کے لئے اس تحریک پر عمل کرنا ضروری قرار دیا تھا چنانچہ انہوں نے خود ڈاڑھی کا صفایا کرا دیا تھا۔ اور "پیغام صلح" کو بھی ان کی اس تحریک کی اشاعت کا فخر حاصل ہوا تھا۔

مذہبی امور میں ایک ایسے شخص کی تحریر جو حقیقت رکھتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور جو شخص اس طرح کھلم کھلا ایک شعار اسلام کی تحقیر کے درپے ہو۔ اس کے استدلال کی صحت کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن اہل پیغام کو اس سے کیا۔ ان کے نزدیک تو ہر وہ بات آسمانی وحی سے بڑھکر درجہ رکھتی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے خلاف پیش کی جا سکتی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم ملیح آبادی مولانا کے اس استدلال کے متعلق کچھ کہیں جس کی بناء پر پیغام نے ہم سے "مفصل جواب" کا مطالبہ کیا ہے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانے کے متعلق ملیح آبادی صاحب کے اس ارشاد کو غیر مبایعین نے خود کس حد تک پورا کیا ہے۔ حالانکہ "پیغام صلح" نے بڑے طمطراق سے اسے شایع کیا تھا۔ اور پیغامی یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ انہیں اس کا علم نہیں ہوا۔" مولانا" موصوف کے متعلق یہ تو غیر مبایعین کو وہم بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے ڈاڑھی کے متعلق جو کچھ فرمایا۔ اسے قرآن اور حدیث کے خلاف جانتے ہوئے فرمایا۔ بلکہ یہی کہنا چاہئے کہ انہوں نے قرآن کریم کے منشاء اور احادیث رسول کے مفہوم کی روشنی میں یہ تحریک کی تھی۔ اور نہ صرف تحریک کی تھی۔ بلکہ اس پر عمل کرکے بھی دکھا دیا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ اہل پیغام کے نزدیک ان کا یہ استدلال درست نہ ہو۔ اور وہ ان کی کوئی اور تحریر ہمارے سامنے پیش کرنے سے قبل اس پر عمل پیرا نہ ہوں۔

پس ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر "مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی" کا استدلال ایسا ہی یقینی ہے۔ کہ اُسے ہمارے لئے حجت قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اس کی بناء پر ہم سے مفصل جواب کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ تو ڈاڑھی منڈانے کے متعلق انہوں نے جو کچھ فرمایا۔ اس کی تعمیل پیغام کے سارے ہم نواؤں اور خود "حضرت امیر" کے لئے کیوں ضروری نہیں۔ پہلے انہیں خود ملیح آبادی صاحب کے ارشاد کی تعمیل کرنی چاہئے۔ اور پھر کسی اور کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ جس شخص کی ایک پُر زور تحریک کو جس میں اس نے اپنے آپ کو اسلام کا بہت بڑا حامی اور مسلمانوں کا بہت بڑا ہمدرد قرار دیا۔ جو لوگ پرِ پشہ جتنی بھی وقعت نہیں دیتے۔ اور باوجود اس تحریک کو اپنے اخبار میں شایع کرنے کے کوئی ایک بھی اس کی تعمیل کی سعادت حاصل کرنے کا مدعی نہیں پیدا ہوتا۔ اسی کی تحریر کو بنیاد قرار دے کر ہم پر اعتراض کرنا اور جواب کا مطالبہ کرنا کوئی شریفانہ طرز عمل نہیں

لانرث ولانورث کا مطلب

اہل پیغام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ لانرث ولانورث کا ایک مطلب تو وہ ہے۔ جو "الفضل" ۱۳ اگست میں "شذرات" کے زیر عنوان شایع ہو چکا ہے۔ لیکن ایک اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ نبوت کے زمانہ میں جو اموال اور املاک سلسلہ کے لئے آتے ہیں۔ ان کا نہ تو نبی وارث ہوتا ہے۔ اور نہ اُس کے بعد اس کی اولاد۔ نہ یہ کہ نبی اپنے آباء واجداد کی املاک کا وارث نہیں ہوتا۔ نہ اس کی اولاد جدّی ورثہ کی مالک ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم کی آیت ورث سلیمانُ داؤد سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت داؤد کے املاک کا وارث حضرت سلیمان کو بنایا گیا۔ اگر ان میں سے ایک کی نبوت پر وراثت لکھنے اور دوسرے کی نبوت پر وارث بننے سے کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر اس لئے اعتراض کرنا۔ کہ آپ کے پاس جدّی جائداد تھی۔ اور آپ کی مقدس اولاد جو خدا تعالےٰ کی بشارتوں اور پیشگوئیوں کے ماتحت پیدا ہوئی۔ اس جائداد کی وارث ہوئی۔ حد درجہ کی بیہودگی ہے۔

ایک مکان

رہا وہ مکان جس کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ چندہ سے بنوایا گیا تھا۔ اس سوال کو الگ رکھ کر کہ وہ کس طرح بنا۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وُہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات کے عین درمیان واقعہ تھا۔ ابتدائی ایام میں تو وہ کام دے سکتا تھا۔ لیکن سلسلہ کی روز افزوں ترقی کے ساتھ مہمانوں کی کثرت کا وہ قطعاً متحمل نہ ہو سکتا تھا۔ اور مہمان خانہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی نہ تھا۔ اس لئے اس کی بجائے اور جگہ تجویز کی گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جدّی جائداد میں سے جس قدر حصہ سلسلہ کے لئے وقف فرمایا۔ اس کے مقابلہ میں اس مکان کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔

جماعت کا مال مولوی محمد علی صاحب کے قبضہ میں

معلوم ہوتا ہے۔ غیر مبایعین کو بھی اس بات کا پورا علم ہے۔ کہ سلسلہ کے اموال اور املاک سے نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی ذاتی تعلق رکھا۔ اور نہ آپ کی اولاد کے ذاتی قبضہ میں ان میں سے کچھ ہے کیونکہ لے دے کر "پیغام" کو صرف ایک مکان نظر آیا۔ جو ابتداءً مہمان خانہ کے طور پر بنایا گیا۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد اپنی تنگی اور مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی اور جائے وقوع کے لحاظ سے ناموزون ہو گیا۔ مگر حیرت ہے۔ پیغام کو ایک چھوٹا سا مکان تو یاد رہا۔ لیکن وہ ہزاروں روپیہ کی کتابیں بھول گئیں۔ جو سلسلہ کی ملکیت تھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب قادیان سے نکلتے وقت عاریتاً انہیں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ لیکن بعد میں اپنی ملکیت سمجھ کر دبا بیٹھے۔ اور اسی طرح ترجمۃ القرآن جس کے معاوضہ میں مولوی صاحب کئی سال تک معقول تنخواہ لیتے رہے اسے بھی اپنی ملکیت بنا لیا۔ اور آپ اسے اپنی وراثت قرار دے کر اس سے ہزاروں روپے کمیشن کے وصول کرکے اپنی ذات پر صرف کر رہے ہیں۔ کیا مولوی صاحب یا ان کا کوئی بڑے سے بڑا حامی اس بات سے انکار کر سکتا ہے۔ اور ان اشیاء پر مولوی صاحب کا ذاتی قبضہ کسی لحاظ سے بھی جائز قرار دے سکتا ہے۔ غیر مبایعین حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے۔ تو نہ مانیں۔ لیکن ان کے "حضرت امیر" کو یہ حق کس طرح حاصل ہو گیا۔ کہ سلسلہ کی ایک بہت بڑی جائداد پر اپنا قبضہ جما لیں۔ اور اس کی آمدنی اپنی ذات پر صرف کریں۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے۔ تو پھر لانورث ولانورث کا جو مفہوم پیغام پیش کر رہا ہے۔ اس کے لحاظ سے خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ یہ لوگ نبی کی اولاد کے لئے تو جائز نہیں سمجھتے۔ کہ وہ جدّی جائداد کی وارث ہو سکے۔ لیکن یہ عقیدہ ضرور رکھتے ہیں۔ کہ انہیں خود جو کچھ ملے اسے اُڑا لے جائیں۔ اسی عقیدہ کی رُو سے مولوی محمدؐ علی صاحب کے ہاتھ جو کچھ آیا۔ وہ لے گئے۔ اور اب اُسے اپنی ذاتی جائداد قرار دے کر اس سے مالی منافع حاصل کر رہے ہیں۔

اشارات

وہ لوگ جنہیں کانگریسیوں کے اس دعوی کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ تھا کہ اسر دسمبر ۱۹۲۹ء کی آدھی رات کے بعد "کامل آزادی" کا اعلان کر دیا جائیگا اور سارے ہندوستان پر "سوراجیہ کا جھنڈا" لہرانے لگے گا۔ انہیں کانگریس کے آیندہ اجلاس کے متعلق تیاریوں کو دیکھ کر مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کانگریس کے صدقے اہل ہند کے لئے کامل آزادی کے حصول میں اب نہایت قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اور وہ دن جلد آنیوالا ہے جب ہندوستان بھی خود مختار ممالک کی صف اول میں کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے گا +

کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی کی چیرمین شپ کے تصفیہ کے لئے لاہور میں جو جلسہ ہوا۔ اور اس میں اس "عہدہ جلیلہ" کے حصول کے لئے جس طرح جوتیوں میں دال بٹی۔ اسے جانے دیجئے۔ کہ اس کا تعلق صرف پنجاب کے کانگریسیوں سے ہے۔ اور پنجابی کانگریسی بہت جلد باز واقعہ ہوئے ہیں نہ معلوم انہوں نے "استقبالیہ کمیٹی کی چیرمین شپ" کو کیا سمجھا۔ اور اسکے ذریعہ انہیں "سوراجیہ" کے کس قدر سبز باغ نظر آئے۔ کہ اسکے حصول کے لئے انہوں نے معمولی اخلاق و آداب کو بھی بالائے طاق رکھ دیا لیکن جہاندیدہ اور آزمودہ کار لیڈر چونکہ نہایت دور اندیش ہیں۔ اس لئے وہ "کانگریس کی صدارت" تک کو دور سے ہی سلام کہہ رہے ہیں +

کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی نے گاندھی جی کو کثرت رائے سے کانگریس کا صدر تجویز کیا تھا۔ لیکن اخبارات کا بیان ہے "مہاتما گاندھی نے یہ دہان بننے سے صاف انکار کر دیا ہے" (ملاپ ۲۳ راگست) گاندھی جی نے پنڈت جواہر لال کو اس منصب کے لئے اپنے سے بہتر بتایا۔ لیکن پنڈت صاحب گاندھی جی کی موجودگی میں صدارت کا صدر بننا خلاف ادب قرار دے کر جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ بھائی پٹیل کو گاندھی جی کے بعد صدارت کے لئے زیادہ ووٹ دئیے گئے لیکن انکے متعلق بھی کہا جاتا ہے "ممکن نہیں اس فضا میں وہ صدر بننے کے لئے تیار ہوں"

اب سوال یہ ہے۔ وہ ہندوستان جہاں کانگریس کی "صدارت کا تاج" رکھنے کے لئے کوئی "سر" نہیں مل سکتا۔ وہاں ایسے لوگ کس طرح میسر آ سکینگے جو سوراجیہ کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لئے تیار ہونگے۔ سوراجیہ کی ذمہ واریاں نہ تو صدارت کانگریس کی طرح خوشگوار ہیں۔ اور نہ صرف باتیں بنانے سے پوری ہو سکتی ہیں۔ کانگریس کا صدر منصب صدارت پر فائز ہو کر جو چاہے کہ سکتا۔ اور جسقدر چاہے ڈینگیں مار سکتا ہے۔ لیکن جب کسی میں اتنی بھی جرأت نہیں۔ تو سوراجیہ کے حصول کے لئے کون اپنے آپکو مصیبت میں ڈالیگا"

ہمیں تو اسی دن سے حقیقت معلوم تھی۔ جب ۳۱ دسمبر کے بعد کامل آزادی کا اعلان کرنے کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ لیکن جوں جوں اخیر دسمبر قریب آ رہا ہے۔ دوسروں کے لئے بھی یہ حقیقت اچھی طرح نمایاں اور واضح ہو رہی ہے +

بھی اپنی مشروط امداد کا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور وہ تحریک جس کا نوٹس قواعد کے مطابق نصف گھنٹہ پہلے دیا گیا تھا۔ مسترد ہو گئی" تو پھر ایک خاص شخص کا نام لے کر یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کہ "پیر اکبر علی فیروزپوری کے سوا سب نے امداد کا وعدہ کیا"

اس طرح جناب پیر صاحب کے خلاف تو اثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن جن ارکان نے وعدہ کرنے کے باوجود اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ ان کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا۔ ہم پوچھتے ہیں۔ پیر صاحب کا یہ فعل قرین دیانت اور شرافت تھا۔ کہ انہوں نے پہلے ہی امداد کا وعدہ نہ کیا۔ یا ان ارکان کا۔ جنہوں نے تحریک التوائے اجلاس کی تائید کرنے کا وعدہ تو کیا۔ لیکن عین موقعہ پر اس وعدہ کا ایفاء نہ کیا۔ چودھری صاحب کا بیان ہے۔ "تحریک پیش ہونے کے وقت جس قدر ارکان اجلاس میں موجود تھے۔ ان میں سے پیر اکبر علی کے سوا سب نے امداد کے مشروط اور غیر مشروط وعدے کر رکھے تھے" لیکن موقعہ پر پیٹھ دکھا گئے کیا اس سے یہی بہتر نہ تھا۔ کہ وعدے ہی نہ کئے جاتے +

حقیقت یہ ہے۔ سیاسیات میں وعدہ کی کوئی قیمت نہیں سمجھی جاتی جیسا موقعہ ہو۔ ایسا رنگ اختیار کر لینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور جو شخص اس فن میں زیادہ ماہر ہو۔ اسی کو سب سے زیادہ قابل قرار دیا جاتا ہے لیکن جن لوگوں کے نزدیک مذہبی احکام کو کسی وقت اور کسی حالت میں بھی نظر انداز کرنا جائز نہیں۔ وہ سیاسیات میں بھی جادہ مستقیم سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ اور ہمیں خوشی ہے۔ کہ پیر اکبر علی صاحب نے اپنے آپ کو انہی میں سے ثابت کیا +

اسلام میں جبر کی تعلیم نہیں

بنارس کی پنڈت سبھا کیطرف سے گاندھی جی کے پاس ایک سوال پہنچا۔ جو مع جواب ہندی اخبار وشوامتر ۱۶ راگست میں شائع ہوا ہے۔

سوال یوں کیا گیا ہے "مسلمان علماء کے دلوں میں یہ خیال کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے کہ مذہب اسلام کے سوا دوسرے مذہب کو ماننے والوں کا قتل کرنا ثواب ہے۔ اور وہ کافر ہیں۔ انکے ساتھ ملاپ تبھی ہو سکتا ہے جب وہ اسلام کا مذہب قبول کر لیں۔ جبتک چھوٹے بڑے سب مسلمان انہی علماء کے پیرو ہیں۔ تب تک ہندو دھرم کی حفاظت کرتے ہوئے ہندو مسلمانوں سے کس طرح ملاپ کر سکتے ہیں؟"

اس کا جواب جو گاندھی جی کیطرف سے دیا گیا۔ یہ ہے:-

"نہ تو اسلام کی ہی یہ تعلیم ہے۔ کہ دوسرے مذہب والوں کا قتل موجب ثواب ہے نہ ہندوستان کے سب علماء کے دلوں میں یہ بات ہے۔ اور نہ سب مسلمان ایسے علماء کے پیرو یا ہمخیال ہیں۔ ہندو دھرم کی حفاظت تو ہندوؤں کی پاکیزگی سے ہو سکتی ہے کسی اور سے نہیں۔ آتما ہی آتما کی حفاظت کر سکتی ہے۔ "آپ بھلا تو جگ بھلا"۔ اس محاورے کے مصداق سب کے ساتھ ملکر رہنا ہی ہمارا کام ہے۔ میرا ضمیر بھی مجھے یہی سکھاتا ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی جو حقیقی تعلیم پیش کی ہے اسکی وجہ سے اگرچہ یہ بات صاف ہو چکی ہے۔ کہ اسلام میں قطعاً جبر کی تعلیم نہیں ہے تاہم کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ امام مہدی آکر جبراً ساری دنیا کو مسلمان بنا لینگے۔ ایسے لوگوں کو اپنے اس عقیدہ کی اصلاح کر لینی چاہیئے +

لیکن غضب تو یہ ہے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے بھی اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کہ جو کچھ ان کے ہاتھ آ گئے اسے اپنی ذاتی جائداد بنالیں۔ اور اس کے لئے نت نئے حیلے تراشتے رہتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ پہلے جو کچھ وہ لے چکے ہیں۔ آخر بھی ایک نہ ایک دن انہیں اگلنا پڑے گا۔ ورنہ رہتی دنیا تک ان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ بنا رہے گا +

وراثت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ

"پیغام" نے جس شخص کو صلح اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائل قرار دیکر اس کی چٹھی شائع کی ہے۔ اس کے دل میں اگر کچھ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وقعت ہے اور وہ آپ کی تحریر کو اپنے لئے حجت سمجھتا ہے۔ تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وراثت کے متعلق خود فیصلہ فرما چکے ہیں۔ اور اپنی اس مقدس تحریر میں فرما چکے۔ جو "الوصیت" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے +

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ بہشتی کے قبرستان کی تعیین فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ اس کام کے لئے تجویز کی ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جدی جائداد کو "اپنی ملکیت" قرار دیکر اپنے لئے جائز سمجھتے تھے اور اس قسم کی جائداد آپکی ملکیت میں تھی۔ اور جب تک حین حیات آپنے اسے اپنے پاس رکھا۔ تو اب آپکی اولاد اسے کیوں اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتی۔ ہاں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ایسا فیصلہ پیش کیا جائے جس میں آپ نے جدی جائداد کو اپنے یا اپنی اولاد کے قبضہ میں رہنا ناجائز قرار دیا ہو۔ تو پھر اس مطالبہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔ کیا ایک احمدی اور پھر مبائع کہلانے والے کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ "مولانا ملیح آبادی" کی تحریر کو پیش کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد اور خلفاء کرام پر جن کو اپنا امام تسلیم کرتا ہے اعتراض کرے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے عمل اور آپ کی تحریر کو نظر انداز کر دے۔ ہم نہیں سمجھتے ایسے شخص کو احمدی کہلانے کا کہاں تک حق حاصل ہے۔ سوا وہ کیوں اپنے چہرہ پر احمدیت کا نقاب ڈالے ہوئے ہے +

پنجاب کونسل کے ارکان کے وعدے

چودھری فضل حق صاحب نے پچھلے دنوں پنجاب کونسل میں بحیثیت [illegible] اور مقدمہ سازش لاہور کے دیگر ملزموں اور اسیروں کے متعلق جو علی ہے پیدا ہونے والی حالت پر بحث کرنے کے لئے جو التوائے اجلاس کی تحریک پیش کی تھی۔ وہ قوم پرست ارکان کی تائید سے بھی محروم رہی۔ اور بالآخر قطعی ناکام ہوئی۔ اس کا رد عمل دیتے ہوئے تحریک کے مخالفین میں سے پیر اکبر علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کا نام خاص طور پر لیا ہے جب یہ تحریک مسترد ہو چکی۔ اور بالفاظ چودھری افضل حق صاحب "ہندو پارٹی کے امداد سے انکار کر دینے کے باعث یونینسٹ پارٹی نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کیمبل پور

صلح حدیبیہ بھی بڑی فتح تھی۔

ایک صحابی فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ فتح مکہ بھی بڑی فتح ہے۔ مگر ہم تو صلح حدیبیہ کو بھی بڑی فتح ہی سمجھتے ہیں۔ اس سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ ۱۴۰۰ آدمی تھے۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے۔ اس کا پانی صحابہ نے اس قدر کھینچا۔ کہ ایک قطرہ باقی نہ رہا۔ جب آنحضرت کو یہ خبر ہوئی۔ تو آپ اس کنوئیں پر تشریف لائے۔ اور اس کے کنارے بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگایا۔ اور وضو کیا۔ پھر ایک کُلی اس کنوئیں میں کی۔ اور دعا فرمائی۔ اور باقی پانی اس کوئیں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس کنوئیں میں اس قدر پانی ہوگیا۔ کہ سارا لشکر اور تمام جانور سیراب ہوگئے۔ جب آنحضرتؐ حدیبیہ سے صلح کرکے واپس آئے۔ تو آپ پر راستہ میں سورہ فتح نازل ہوئی۔ اور حقیقت میں یہ صلح ہی اسلام کی بڑی فتح تھی۔ کیونکہ اس صلح کی وجہ سے مسلمان اور کافر بڑی آزادی سے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ اور مسلمانوں کی تبلیغ اور قرآن کفار کے کانوں تک پہنچنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی دنوں میں ہزاروں آدمی مسلمان ہوگئے۔

اُحد کے بعد کفار کا تعاقب

جب اُحد کے میدان سے کافروں کا لشکر واپس چلا۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کون ہے۔ جو ان کفار کے پیچھے جائے۔ یہ سُنکر ۷۰ آدمی تیار ہوگئے۔ ان لوگوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی شامل تھے۔

خندق کھودنا

حضرت جابر صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم خندق کے دن زمین کھود رہے تھے۔ کہ اتفاقاً ایک جگہ بہت سخت پتھریلی زمین نکل آئی۔ لوگوں نے آنحضرت کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا۔ میں آتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ اس جگہ تشریف لائے۔ اور اُس وقت آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اور ہم لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ تین دن سے منہ میں دانہ نہیں گیا تھا۔ آپؐ نے آکر اس جگہ اپنی کدال ماری۔ اس کے بعد وہ زمین نرم ہوگئی۔ اور آسانی سے کھود لی گئی۔

بس اب ان کا آخری حملہ تھا

آنحضرتؐ نے خندق کی لڑائی کے بعد فرمایا۔ کہ بس اب کافروں کے حملے ختم ہوگئے۔ اب ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے۔

غزوہ ذات الرقاع

آنحضرت کی ساتویں مہم کا نام غزوہ ذات الرقاع تھا۔ دھجیوں والی مہم۔ اس مہم میں چھ چھ آدمیوں کے پاس ایک ایک اونٹ تھا۔ ہم لوگ نوبت بہ نوبت اونٹوں پر سوار ہوتے تھے۔ اور پیدل چلتے چلتے ہمارے پیر زخمی ہوگئے تھے۔ اور بعضے لوگوں کے تو پیروں کے ناخن گر پڑے تھے۔ اور تلوے چھلنی ہوگئے تھے۔ ان زخموں کی تکلیف سے صحابہ اپنے پیروں پر دھجیاں باندھ لیتے تھے۔ اس لئے اس مہم کا نام ہی دھجیوں والی مہم مشہور ہوگیا۔

رسول کریمؐ کے حواری زبیرؓ

ایک دن آنحضرتؐ نے جنگ خندق کے دنوں میں فرمایا۔ کہ کوئی ہے۔ جو مجھے دشمن کی خبر لا کردے؟ حضرت زبیر بولے۔ میں یارسول اللہ۔ آپؐ نے پھر یہی سوال کیا۔ زبیر نے پھر وہی جواب دیا۔ آپؐ نے تیسری دفعہ پھر کہا۔ تو زبیر نے وہی جواب دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے۔ اور میرے حواری زبیر ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے نکاح کی پیشگوئی

آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے ایک دن فرمایا۔ کہ میں نے تمہارے نکاح سے پہلے تمہیں دو دفعہ خواب میں دیکھا۔ ایک دفعہ تو یوں دیکھا کہ تم ریشم کی ایک چادر میں لپٹی ہوئی ہو۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ یہ آپ کی بی بی ہیں۔ میں نے اس کپڑے کو کھولا۔ تو دیکھا کہ تم تھیں۔ اس وقت میں نے یہ تعبیر کی۔ کہ اگر یہی خدا کی مرضی ہے۔ تو پوری ہوکر رہے گی۔

جنگ خندق کی مصیبت

خندق کی جنگ سخت سردی کے دنوں میں ہوئی تھی۔ اور ساری خندق مہاجرین اور انصار نے اپنے ہاتھوں سے کھودی تھی۔ چونکہ سب لوگ دن رات اسی کام میں مصروف تھے۔ اس لئے کمانا کھانا اور سب کام کاج بند تھے۔ اور بہت سے لوگ بھوکے کام کرتے تھے۔ آنحضرت نے جب اپنے رفیقوں کی یہ حالت دیکھی۔ تو ایک شعر فرمایا جس کے معنے یہ ہیں:-

”اے اللہ اصلی زندگی آخرت کی ہی زندگی ہے۔ پس تو اپنے فضل سے مہاجر اور انصار کو بخش دے“۔

اس کا جواب مہاجرین اور انصار نے ایک شعر میں دیا جس کے معنے یہ ہیں:-

”ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا جان ومال سب کچھ محمدؐ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے۔ اور جب تک ہم زندہ رہیں گے۔ خدا کی راہ میں محنت کرتے رہیں گے“۔

حضرت براء صحابی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خندق کی لڑائی کے دنوں میں آنحضرتؐ کو دیکھا۔ کہ آپؐ مٹی اٹھا اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اور آپؐ کا گورا بدن۔ سب خاک آلود ہوگیا تھا۔ اور آپؐ یہ فرماتے جاتے تھے:-

”اے اللہ اگر تو نہ ہوتا۔ تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ صدقہ دیتے۔ نہ نماز پڑھتے۔ اب تو ہی ہمارے دلوں پر اطمینان نازل کر اور دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ۔ یا اللہ زیادتی ہمارے دشمنوں ہی کی ہے۔ ہم نہیں تھے۔ مگر وہ ہمیں کفر اور لڑائی کے لئے مجبور کرتے ہیں“۔

یارِ غار

حضرت ابوبکر صدیق بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں غار میں آنحضرت کے ساتھ تھا۔ تو میں نے ایک دفعہ اپنا سر جو اٹھایا۔ تو باہر لوگوں کے پیر مجھے دکھائی دیئے۔ میں نے آنحضرتؐ سے کہا۔ یارسول اللہ۔ اگر ان میں سے کوئی ذرا اپنی نظر نیچے جھکائے۔ تو ہمیں دیکھ لے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوبکر چُپ۔ ہم دو آدمی ایسے ہیں۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

ہجرت کی ترتیب

براء بن عازب صحابی کہتے ہیں۔ مدینہ میں ہجرت کے زمانہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب ابن عمیر اور ابن ام مکتوم نابینا آئے تھے۔ یہ دونو ہم لوگوں کو قرآن سکھایا کرتے تھے۔ پھر بلال۔ سعد۔ عمار بن یاسر آئے۔ ان کے بعد حضرت عمر معہ ۲۰ اصحاب کے وارد ہوئے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ تشریف لائے۔ جب آپؐ آئے۔ تو مدینہ والے اتنے خوش ہوئے۔ کہ بے حد۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی تالیاں بجا بجا کر کہتی تھیں۔ کہ ”اللہ کے رسول ہمارے ہاں آئے۔ اللہ کے رسول ہمارے ہاں آئے“۔

جانور پر ظلم

ایک دفعہ حضرت ابن عمر ایک جگہ سے گذرے۔ وہاں کچھ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر اپنے تیروں سے نشانہ بازی کر رہے تھے۔ ابن عمرؓ کو دیکھتے ہی وُہ لوگ ادھر اُدھر کھسک گئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ کون یہ ظلم کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے تو باندھ کر کسی جانور کو مارنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اور اسی طرح اس شخص کو بھی لعنتی کہا ہے۔ جو کسی جانور کے اعضاء کاٹ لے۔ اور اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ کہ کسی آدمی کے مونہہ پر مارا جائے۔

مجھے تو جنت درکار ہے

ایک دن حضرت ابن عباس نے اپنے دوستوں سے کہا۔ دیکھو۔ وُہ سامنے جو کالی سی عورت جا رہی ہے۔ یہ جنتی ہے۔ یہ ایک دفعہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ حضورؐ مجھے مرگی پڑتی ہے۔ اور میں اس کی بے ہوشی میں ننگی ہوجاتی ہوں۔ آپؐ میرے لئے دعا فرمایئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تو جنت چاہتی ہے۔ تو تُو اس بیماری پر صبر کر۔ ورنہ میں تیرے لئے دُعا کروں گا۔ کہ خدا تجھے شفا بخشے۔ اس عورت نے کہا حضورؐ اچھا میں صبر کروں گی۔ مجھے جنت درکار ہے۔ مگر اتنی دُعا ضرور فرمایئے۔ کہ یہ میرا بدن جو کھل جاتا ہے۔ اور بے پردگی ہوتی ہے یہ نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی۔ اس کے بعد اسے مرگی کے دَورے تو پڑتے ہیں۔ مگر ننگی نہیں ہوتی تھی۔

ننگے طواف

زمانہ جاہلیت میں شرم وحیا بہت کم تھا۔ لوگ اس میں ایک دوسرے کے سامنے ننگے نہایا کرتے تھے۔ اور کعبہ کا طواف بالکل ننگے جسم کر لیا کرتے تھے۔ جب مکہ فتح ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے شرمی کے رواج کو حکماً بند کیا۔

رحمۃ للعالمین (مکہ)

جب قریش نے آپکو اور مسلمانوں کو بہت تکالیف پہنچائیں اور حق کے راستہ میں روک ہوگئے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی مسلمان ہونے سے روکنے لگے تو آنحضرتؐ نے انکے لئے یہ بددعا فرمائی۔ اے اللہ! ان لوگوں پر یوسفؑ کے زمانہ کا سا سات برس کا قحط نازل کر۔ چنانچہ قحط پڑگیا۔ اور بہت آدمی بھوک سے مرگئے۔ اور سڑا ہوا مردار اور ہڈیاں تک کھاگئے۔ اور آنکھوں کے آگے اندھیرا اور دھواں دکھائی دینے لگا جب قحط کی تکلیف حد سے گذر گئی۔ تو ابوسفیان آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمدؐ آپ تو رشتہ داروں سے نیک سلوک کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ مگر اب تو آپ کی اپنی قوم کال سے ہلاک ہوگئی۔ للہ خدا سے دعا کیجئے کہ اس مصیبت کو دور کرے۔ چنانچہ آپنے دعا کی اور وہ قحط دور ہوگیا۔ مگر قریش لوگ تکلیف کے دور ہوتے ہی پھر وہی شرارتیں کرنے لگے ✤

تبّت (ابتدائے نبوت مکہ)

ایک دن آنحضرت کوہ صفا پر چڑھے اور آپنے قریش کو با آواز بلند پکارا۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن تم پر صبح شام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میرا یقین کروگے۔ سب نے کہا ہاں کیونکہ تو سچا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میری اس بات کو بھی سچا سمجھو کہ ایک سخت عذاب آنے والا ہے اور میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں ✤

یہ سنکر ابولہب نے کہا تبّاً لک (یعنی تو مرے) تونے اسی واسطے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس کے اس کہنے کے جواب میں خدا کی طرف سے سورۃ تبّت نازل ہوئی۔ یعنی خود ابولہب ہی ہلاک ہوگا۔ اور اس کی عورت بھی عذاب میں گرفتار ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یعنی ابولہب اور اسکی بیوی بڑے عذاب سے ہلاک ہوئے اور جس لشکر سے آپ نے قریش کو اس وقت ڈرایا تھا۔ وہی فتح مکہ کے دن عذاب الٰہی کے طور پر مکہ میں داخل ہوا اور آپکی صداقت کا ایک نشان ٹھیرا ✤

ہنسنا اور رونا

آنحضرتؐ نے ایک دن اپنی وفات سے کچھ پہلے حضرت فاطمہ کو بلایا۔ اور آہستہ آہستہ کچھ ان کے کان میں فرمایا۔ وہ آپکی بات سُن کر رونے لگیں۔ پھر دوبارہ بلا کر کچھ بات انکے کان میں کہی تو وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے آپکی وفات کے بعد ان سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ پہلے تو آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اسی بیماری سے میری وفات ہوگی۔ اسپر میں رونے لگی۔ دوسری دفعہ آپنے یہ فرمایا۔ کہ اے فاطمہ میرے بعد میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مرکر تم مجھ سے ملوگی۔ یہ سُنکر میں خوشی کے مارے ہنسنے لگی ✤

موت اختیار کرلی

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میںنے آنحضرتؐ سے سُنا تھا کہ ہر نبی کو مرنے سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے آخرت کو پسند کرے۔ جب وہ آخرت کو پسند کرلیتا ہے تو اسکی جان قبض ہوتی ہے۔ میںنے آنحضرتؐ کی وفات کے قریب آپکو یہ پڑھتے سنا اور اس وقت آپکا گلا بیٹھ گیا تھا۔ مع الذین انعم اللہ علیھم۔ (یعنی مجھے ان لوگوں میں شامل کرے جن پر تونے انعام کیا ہے) اسوقت میں سمجھ گئی کہ آپ نے موت کو اختیار کرلیا۔ پھر عین وفات کے وقت آپ کو غشی ہوئی اسوقت آپ کا سر میری ران پر تھا جب ہوش آیا تو آپ نے چھت کیطرف دیکھا اور فرمایا۔ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ۔ میںنے خیال کیا کہ اب آپ ہم میں رہنا پسند نہیں کرتے پھر آپ مجھ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق

جس وقت آپ کا دم نکلا۔ تو آپ کا سر میرے سینے پر تھا میںنے دیکھا کہ آپ کو سکرات موت کی اتنی تکلیف تھی کہ آپ کے بعد میںنے اتنی تکلیف کسی کو نہیں دیکھی ✤

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ مجھ پر خدا کا فضل تھا کہ آنحضرتؐ نے میرے گھر میں میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے میری باری کے دن انتقال فرمایا۔ اس دن میرے بھائی عبدالرحمن سبز مسواک لئے ہوئے گھر میں آئے۔ تو آپ نے شوق سے اس مسواک کیطرف دیکھا۔ میںنے عرض کی کیا مسواک لے لوں۔ آپنے اشارہ سے فرمایا۔ ہاں۔ میںنے وہ مسواک لے کر چبائی اور نرم کی۔ پھر آپ نے وہ مسواک کی۔ اسوقت آپ کے سامنے پانی کا بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا تھا۔ آپ اس میں ہاتھ بھگو کر منہ پر پھیرتے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ۔ ان للموت سکرات (یعنی موت کے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے) پھر آسمان کیطرف ہاتھ اٹھایا اور فرمایا۔ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ۔ یہ کہا اور ہاتھ نیچے گر پڑا۔ اور آپکی روح مبارک پرواز کرگئی ✤

آپ کو دوا پلانا

آپکے لئے مرض موت میں ایک دوا تجویز کی گئی۔ جب وہ تیار ہوکر آئی تو اہل بیت نے اسے پلانا چاہا۔ آپ اسوقت غشی کی سی حالت میں تھے مگر اشارہ سے منع کرتے تھے کہ مجھے دوا نہ پلاؤ۔ گھر والوں نے کہا کہ دوا سب بیماروں کو بری ہی لگتی ہے۔ چنانچہ زبردستی آپ کے منہ میں ڈال دیگئی۔ جب آپ کو ذرا افاقہ ہوا۔ تو آپنے فرمایا کہ جب میںنے منع کیا تھا تو تم لوگوں نے مجھے زبردستی دوا کیوں پلائی۔ اچھا وہ دوا لاؤ۔ پھر آپ نے ان سب لوگوں کو جو اس کے پلانے میں شریک تھے وہ دوا پلوائی۔ صرف حضرت عباسؓ بچ گئے کیونکہ وہ پلانے کے وقت موجود نہ تھے۔

آنحضرتؐ کی محبت ہمارا ایمان ہے

ایک دفعہ آپ کے پاس حضرت عمرؓ حاضر ہوئے آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ مجھے سوائے اپنی جان کے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں اے عمر خدا کی قسم جب تک میں تجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہونگا۔ تب تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوگا۔ حضرت عمر یہ سُنکر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ بیشک اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں اے عمر! اب ایمان کامل ہوگیا ✤

آپ کی ایک پیشگوئی

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کبھی کبھی عبادہ بن صامت صحابی کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے۔ انکی بیوی کا نام ام حرامؓ تھا ایک دن انہوں نے آنحضرت کی دعوت کی اور کھانا کے بعد جب آپ لیٹ گئے تو آپ کے سر کو صاف کرنے لگیں۔ آپ سو گئے۔ اور جب اُٹھے تو ہنستے اُٹھے۔ ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ آپنے فرمایا میںنے اپنی امت کے لوگوں کو بادشاہوں کیطرح سمندر میں جہازوں پر سوار ہوکر جاتے دیکھا ہے۔ ام حرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ سے دُعا کریں کہ خدا مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے۔ آپ نے دُعا کی۔ اور پھر سو گئے۔ جب دوبارہ اُٹھے تو پھر ہنستے ہوئے اُٹھے ام حرام نے کہا کہ یا رسول اللہ اب آپ کیوں ہنستے اُٹھے۔ آپنے فرمایا کہ میںنے ایک اور جماعت کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ خدا کے رستہ میں جہاد کررہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دُعا کریں کہ میں ان لوگوں میں شامل ہوں۔ آپنے فرمایا تم تو پہلے لوگوں میں شامل ہوگی۔ چنانچہ ام حرام حضرت معاویہ کے زمانہ میں سمندر کے سفر پر گئیں۔ اور جہاز سے اُترتے وقت اپنی سواری کے جانور سے گرکر شہید ہوگئیں۔

جیسا بھتیجا ویسا بھانجا

جناب ابوطالب کی ایک بہن تھیں وہ غیروں میں بیاہی گئی تھیں ان کے ایک بیٹے تھے ان کا نام ابوسلمہ تھا۔ یہ بھی شروع شروع میں مسلمان ہوگئے تھے۔ ان کے قبیلہ کے لوگوں نے جب ان پر ظلم توڑنے شروع کئے تو یہ اپنی ددھیال بھاگ کر اپنے ماموں ابوطالب کے پاس آ چھپے ان کے چچا وغیرہ ابوطالب کے پاس آئے تاکہ ابوسلمہ کو گرفتار کرکے لیجائیں۔ مگر ابوطالب نے انکے واپس دینے سے انکار کیا۔ اسپر ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوطالب تم نے ہم لوگوں سے اپنے بھتیجے (یعنی آنحضرت) کو بچا لیا۔ اب کیا۔ ہم سے ہمارے بھتیجے کو بھی بچاتے ہو۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ میرا فرض ہے کہ اپنے بھانجے کو بھی اس مصیبت سے بچاؤں جس سے میں اپنے بھتیجے کو بچاتا ہوں اسپر وہ لوگ ناکام اپنے گھر واپس گئے۔ اس کے بعد ابوسلمہ حبش کی طرف ہجرت کر گئے ✤

عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کو امن دینا

ایک صحابی رباحؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم ایک جہاد میں تشریف لے گئے۔ اس لشکر کے اگلے حصہ کے افسر خالدؓ بن ولید تھے۔ ان کا مقابلہ دشمن سے ہوا۔ تو ہلہ میں ایک عورت بھی ماری گئی۔ ہم لوگ اس عورت کی لاش کو دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں آنحضرتؐ بھی پیچھے سے تشریف لے آئے۔ دیکھ کر ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ عورت تو لڑائی نہیں کرتی تھی یہ کیوں قتل کی گئی۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو لشکر کے اگلے حصہ کیطرف بھیجا اور فرمایا کہ خالد بن ولید کو جاکر کہدو کہ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو ہرگز قتل نہ کریں ✤

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی تازہ کتاب پر ایک نظر

”جہد للبقاء“ اور ختم نبوت

جناب خواجہ صاحب موصوف نے اس خطرناک بیماری کی حالت میں ایک بامعنی کتاب ”جہد للبقاء“ کے نام سے شائع فرمائی ہے۔ جس میں آپ نے سورہ فاتحہ کے فیوضات تحریر فرمائے ہیں نماز کی فلاسفی اور اس کے ارکان کی حکمت کے متعلق آپ نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اس طول طویل عبارت آرائی کا خلاصہ موصوف کے اپنے الفاظ میں یوں ہے کہ:-

”اسلامی نماز تو صرف اسی قدر ہے۔ کہ انسان ان چار صفات پر غور و فکر کرے۔ اور ان کے رنگ میں رنگین ہونے کی راہ نکالے باقی جن امور کی تعلیم سورہ فاتحہ میں ہے۔ وہ اس امر کی تعلیم کرتے ہیں۔ کہ انسان نے اس کسب سلوک میں خود کیا کرنا ہے“ صفحہ ۹

خواجہ صاحب کا یہ نظریہ حکمت ارکان صلوٰۃ پر کہاں تک مشتمل ہے۔ اور آپ نے نماز کی حقیقت کو کہاں تک بیان فرمایا ہے۔ اس کے متعلق خود ناظرین فیصلہ کر لیں۔ ہمیں اس کے متعلق اس جگہ بحث مطلوب نہیں۔ ہاں آیت ”انعمت علیہم“ پر خامہ فرسائی فرماتے ہوئے جناب موصوف نے اشارتاً جماعت احمدیہ کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے ”انہیں صراط الذین انعمت علیہم نے بھی دھوکہ دیا ہے“ ہمارا خیال تھا کہ اتنی مدید کنج کاویوں کے بعد جناب خواجہ صاحب نے کوئی معقول استدلال پیش فرمایا ہوگا۔ مگر افسوس! کہ یہ خیال غلط نکلا۔ اور اس جگہ بھی وہی عامیانہ باتیں گئیں ؎

ہمارے استدلال کی صحت کا اعتراف

جناب خواجہ صاحب نے ہمارے استدلال کو پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:-

”وہ اس طرح بحث کرتے ہیں۔ کہ جب خود خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی۔ کہ ہم اس ہادی برحق سے وہ راہ طلب کریں۔ جس پر انبیاء چلے۔ تو پھر اس راہ پر چل کر کیوں ہم نبی نہ بن جائیں۔ اگر اس نظریہ کو منطقی صغریٰ کبریٰ کی شکل میں رکھ دیا جائے۔ تو عامی نگاہ میں یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن یہ تو ایک منطقی مغالطہ ہے“ صفحہ ۱۰۰

اس صاف اور بین استدلال کا بدیہی نتیجہ تسلیم کرنے کے بعد اس کو منطقی مغالطہ قرار دینا یقیناً تحکم ہے

صغریٰ کبریٰ یعنی شکل کی صحت اور مادہ کی درستگی کی صورت میں نتیجہ کو غلط قرار دینا خواجہ صاحب کی بوالعجبی ہے ؎

موہبت کا پرانا اعتراض

صراط الذین انعمت علیہم کے بدیہی نتیجہ پر آپ ان الفاظ میں معترض ہیں کہ:-

”منصب نبوت موہبت الٰہی ہے۔ یہ ایک وہبی عطیہ ہے۔ یہ کسی کسب یا عمل کا نتیجہ نہیں۔ یہ ایک انتخاب ربی ہے۔ جسے چاہے خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اس منصب جلیل کے لئے چن لے“ صفحہ ۱۰۶

نامعلوم ہمارے مخالف اس چھوٹی سی بات کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں۔ کہ موہبت کا ہونا عمل سے مستغنی نہیں کر دیتا۔ قرآن پاک فرماتا ہے:- یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور۔ کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ لڑکے بطور موہبت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے۔ لڑکیاں عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے لڑکی اور لڑکے کی پیدائش کو موہبت قرار دیا ہے۔ مگر کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ شادی نہ کرنی چاہیئے۔ تعلقات زوجیت نہ ہونے چاہیئیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ باوجود موہبت کے پھر یہ ضروری ہیں صحیح حدیث میں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت میں انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے جائیگا نہ کہ اپنے عملوں سے۔ تو کیا خواجہ صاحب اور ان کے ہم مشرب فرمائیں گے۔ کہ جب نیک اعمال یا کسب کا نتیجہ جنت نہیں۔ بلکہ موہبت الٰہی ہے تو پھر نیکوکاری کی کیا ضرورت ہے ؎

بے شک نبوت موہبت ہے۔ مگر نیک اعمال اور اطاعت الٰہی اس کے لئے شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل فرعون نمرود کو نبی نہ بنایا۔ ہمیشہ سے وہ نیک بندوں کو ہی یہ منصب عطا کرتا رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نزلنا علےٰ عبدنا فرما کر آپ کی سابقہ عبودیت کو انزال کتاب کی علت بیان فرمایا ہے۔ خواجہ صاحب کا یہ ایک وہم ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے کی زندگی کے باعث نبی مانا جاوے تو نبوت ایک امر کسوبہ ہو کر رہ جائیگی۔ نبوت ایک موہبت ہے۔ مگر اس موہبت کے لئے اللہ تعالےٰ کا خاص تعلق بطور شرط کے ہے۔ جہاں یہ بات نہ پائی جائیگی۔ اس موہبت کا نزول بھی نہ ہوگا۔ اور جہاں اطاعت موجود ہوگی۔ اس میں مشیت ایزدی کے ماتحت جس کو چاہے گا اس انعام سے سرفراز فرمایا جائیگا ؎

خواجہ صاحب کا مضحکہ خیز استدلال

خواجہ صاحب کو معلوم تھا کہ قرآن مجید نے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین فرما کر نبوت صدیقیت۔ شہیدیت اور صالحیت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ کر دیا ہے۔ اس لئے آپنے اس پر بھی بایں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے:-

”اگر ان تیئس سال کے کسی مرحلے پر یا اس کے خاتمہ پر آپ کی نبوت میں اضافہ ہوتا۔ یعنی نبوت کے علاوہ کوئی اور نبوت آپ کو عطا ہوتی تو اس صورت میں بھی لازم آتا۔ کہ آپ کی اس بنیانہ زندگی کی اتباع میں کوئی نبی بن سکتا ہے“ صفحہ ۱۰۷

شاید اس لطیف فلسفیانہ دلیل کو ابھی تک ایشیائی دماغ نہ سمجھ سکتا ہو۔ اس کی مختصر تشریح یہ ہے۔ کہ اگر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نبوت کے علاوہ ”کوئی اور نبوت“ مل جاتی یا وہی نبوت ڈیوڑھی یا سوائی ہو جاتی۔ تب تو یہ کہنا بھی درست تھا۔ کہ آپ کی پیروی سے نبی بن سکتے ہیں۔ مگر اب تو بالکل غلط ہے ؎

ہمارا خیال ہے۔ کہ اگر خواجہ صاحب خود ہی حالت صحت میں اس پر غور فرمائیں گے۔ تو اس ”جدت“ کی خامی ان پر منکشف ہو جائیگی۔ یہ تو بالکل بچوں کی سی بات ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ ایک نبی کو دو نبوتیں یا ڈیوڑھی سوائی نبوت ایک مضحکہ خیز امر ہے ؎

صراط مستقیم کی تغییر

قرآن مجید نے منعم علیہ گروہ (نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح) کے راستہ کو صراط مستقیم قرار دیا ہے۔ یعنے جس راستہ پر چل کر انہوں نے اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ درجات اور مراتب حاصل کئے۔ خواجہ صاحب اس کے متعلق فرماتے ہیں:-

”صراط مستقیم سے کوئی ایسا راستہ مراد نہیں۔ جس پر چل کر کوئی نبی بن سکے۔ اور اس راستے سے مراد تو وہ راہ ہے۔ جو انہیں منصب نبوت کے فرائض ادا کرنے میں اختیار کرنا پڑتا ہے“

نبی بن سکنے والی قید خواجہ صاحب صرف نبی کے لئے لگاتے ہیں ورنہ صدیق کے لئے یہ خصوصیت نہیں۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ جب انسان ایک غلطی کرتا ہے۔ تو پھر ٹھوکریں ہی کھاتا چلا جاتا ہے۔ ”منصب نبوت کے فرائض ادا کرنے کا راستہ“ تو اسی کو مانگنا چاہیئے جسے یہ منصب عطا ہو چکا ہے۔ باقی لوگ جو نہ بالفعل نبی ہیں اور نہ بالقوہ۔ یعنے وہ نبی بن ہی نہیں سکتے۔ انہیں ”منصب نبوت کے فرائض کے ادا کرنے کے راستہ“ سے کیا واسطہ؟ مگر حیرت ہے کہ خواجہ صاحب بایں خیال ہر روز ”صراط مستقیم“ کے لئے دست بدعا ہیں ؎

خاکسار:- اللہ دتا جالندھری قادیان

اخبار الفضل کے خریداران بیرون ہند

چونکہ بیرون ہند وی پی نہیں جا سکتے۔ اس لئے تمام ان خریداران الفضل کو ریمائنڈر کئے جا رہے ہیں۔ جن کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ مہربانی فرما کر جلد تر بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر روپیہ بھجوا دیں۔ ورنہ ½ ۱ ماہ انتظار کر کے تا وصولی قیمت اخبار الفضل امانت کر دیا جائے گا ؎

مینیجر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی اور تعلیم

البرٹ ہال کلکتہ میں ۱۷ رجون ۱۹۲۹ء کو ایک عظیم الشان جلسہ

(افسوس ہے۔ کہ بعض وجوہ کے ماتحت ہم ضروری اور اہم مراسلت کو دیر سے شائع کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر)

خدا کے فضل سے اس سال گذشتہ سال کی نسبت بھی زیادہ شاندار جلسہ ہوا۔ دو اجلاس ہوئے۔ ایک اردو میں۔ دوسرا انگریزی اور بنگالی میں جو تین بجے سے لے کر ساڑھے سات بجے شام تک جاری رہے۔ اڑھائی بجے کے قریب بارش شروع ہو گئی۔ خوف تھا۔ کہ حاضرین کی تعداد بہت ہی کم ہو گی۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ ہال بالکل بھر گیا۔ اور حاضرین کی تعداد قریباً دو ہزار تھی۔ تمام مذاہب اور اقوام کی معزز خواتین اور شرفا کثرت سے شامل ہوئے جن میں سے مندرجہ ذیل کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر سر پی۔ سی رائے جو دنیا بھر میں ایک مشہور سائنسدان ہیں۔ اور ڈاکٹر ایچ ڈبلیو بی مرینو پریزیڈنٹ اینگلو انڈین لیگ ڈاکٹر کالیداس ینگ ایم۔ اے ڈاکٹر آف لٹریچر کلکتہ یونیورسٹی؛ نواب انیس الدولہ شریف کلکتہ۔ ڈاکٹر آئی جے۔ ایس تارا پوریوالہ بی۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کلکتہ یونیورسٹی نمائندہ قوم پارسی۔ حاجی عبدالرشید خان فرسٹ ڈپٹی ایگزیکٹو افیسر آف دی کلکتہ کارپوریشن مسز کامنی رائے۔ مسٹر چکرا ورتی ہیڈ ماسٹر کلکتہ ٹریننگ سکول۔ مسز نیلا پرواچکرا ورتی۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق قادیان۔ مولینا اللہ دتا جالندھری قادیان۔ خان بہادر احسن اللہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن بنگال حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔ ریوانڈ موزز۔ مسٹر پی کے سنگھ۔ ڈاکٹر سندری موہن داس۔ شریمتی موہنی دیوی۔ مسٹر برین اینڈرائے وغیرہ وغیرہ؛

پہلا اجلاس بزبان اردو

نواب انیس الدولہ شریف کلکتہ اجلاس اردو کے صدر ہوئے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ڈاکٹر صادق نے جلسہ کے اغراض کو بیان کیا۔ اور اس بات پر زور دیا۔ کہ یہ جلسہ مختلف اقوام کو خصوصاً اسلام کے مختلف فرقوں کو متحد کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اور ان کو مشترکہ فائدہ کے واسطے مل کر کام کرنا سکھائے گا۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے اپنی تمہیدی تقریر میں مختلف اسلامی فرقوں میں اتحاد ہونے کی ضرورت پر تقریر کی۔ اور جماعت احمدیہ کے مقامی امیر کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے ایسے اجلاس کے لئے انہیں صدر بننے کا شرف بخشا ہے۔ اس کے بعد مولانا مفتی مرزا الطاف حسین مجتہد فرقہ شیعہ کلکتہ۔ اور مولانا حکیم سید احمد علامہ ہندی نے جو کہ ایک مشہور شیعہ عالم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیم پر عمدہ لیکچر دئے۔ اس کے بعد مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری نے پچاس منٹ تک ایک عالمانہ اور نہایت ہی مؤثر تقریر کی۔ جو نہایت دلچسپی سے سنی گئی۔ اور حاضرین نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد بابو برین اینڈ رائے نے جو کہ برہمو سماج کی ایک شاخ نوا ودیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں ایک اردو گیت سنا کر حاضرین کو خوش کیا۔ یہ نظم انہوں نے خاص اس موقعہ کے لئے تصنیف کی تھی۔ اور جس کو سنکر حاضرین بہت محظوظ ہوئے؛

مسٹر رائے بہت جوش کی حالت میں تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک تقریر کرنے کے بہت خواہشمند تھے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ وقت کی کمی کی وجہ سے ان کو کوئی موقعہ نہ دیا جا سکا؛

دُوسرا اجلاس

اس کے بعد انگریزی اور بنگالی زبان میں اجلاس شروع ہوا۔ اس اجلاس کے صدر سر پی۔ سی۔ رائے ہوئے۔ انہوں نے اپنے تمہیدی تقریر میں اس بات پر زور دیا۔ کہ تمام مذاہب میں سے اسلام سب سے زیادہ جمہوری مذہب ہے۔ اور روئے زمین پر کوئی بھی ایسا مذہب نہیں۔ جو انسان کو خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔ بڑے ہوں یا چھوٹے ایسی کامل مساوات سکھاتا ہے۔ جیسے کہ اسلام؛

اسلام میں بادشاہ اور فقیر۔ مصطفےٰ کمال اور ایک قلی دوش بدوش مسجد میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہندو مذہب اور عبادت میں چھوت چھات کا رواج اور برہمن اور غیر برہمن کا جھگڑا اور گوروں کے گرجے اور کالوں کے گرجے کا سوال ہے۔ اسلام میں کوئی اس قسم کی بات نہیں ہے۔ اسلام نوع انسان میں کامل مساوات قائم کرتا ہے۔ وہ ایک عالمگیر اخوت امن اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اور نوع انسان کی ہمدردی اور خدمت کی تلقین کرتا ہے۔ یہ ہی رواداری کی روح ہے۔ جس کی ہندوستان میں اس نازک موقعہ میں سخت ضرورت ہے۔ جبکہ ہم قومی جھگڑوں اور ملکی اختلافات میں ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔ صاحب صدر نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلا۔ اپنے اس دعوے کی تائید میں صدر جلسہ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ کہ اسلام سب سے دُور علاقوں چاٹگام۔ مشرقی بنگال اور ٹریپلنٹ میں پھیلا ہوا ہے۔ لیکن دہلی اور مرشد آباد میں جو اسلامی حکومت کے مرکز تھے۔ نہیں پھیلا۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلا۔ بلکہ مسلمان فقیروں اور درویشوں کے اعلےٰ نمونوں اور مقدس چال چلن کے ذریعہ پھیلا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ایچ۔ ڈبلیو۔ بی۔ مرینو۔ ڈاکٹر صادق۔ ڈاکٹر تارا پورے والا۔ مسز نیلا پرواچکرا ورتی۔ مسٹر بدرالدجی ایم اے۔ ڈاکٹر کالیداس ینگ ایم۔ اے۔ مسٹر ہارا کلی سین۔ اور مولانا اللہ دتا صاحب نے اس مضمون پر تقریریں کیں۔ مسز کامنی رائے نے جو کہ بنگالی زبان کی ایک مشہور شاعرہ ہیں۔ خاص اس موقعہ کے لئے ۲۴ گھنٹے کے اندر ایک خوبصورت نظم تصنیف کر کے حاضرین میں تقسیم کرنے کے لئے اپنے خرچ سے چھپوا کر لائیں۔ جو سنانے کے بعد تقسیم کر دی گئی۔ مسٹر پی۔ کے سنگھ (جو لنڈن میں مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے) بنگالی زبان میں ایک مضمون پڑھا۔ ڈاکٹر مرینو نے اسلام کی وحدت اور اخوت پر زور دیا۔ اور بیان کیا کہ جب تک کہ خدا کی توحید اور اخوت انسانی کی تعلیم اسلام میں پائی جاتی ہے۔ کبھی مٹ نہیں سکتا؛

ڈاکٹر صادق نے بیان کیا۔ کہ جو کام خدا کے مقدس ماموروں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ وہ قانون سے نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر امریکہ میں قانون انسداد شراب خوری کا اسلامی تعلیم کے اثر کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ڈاکٹر تارا پورے والا نے اس مضمون پر تقریر کی۔ کہ اسلام خدا کی مرضی کے آگے سر جھکانے کا نام ہے؛

مسز نیلا پرواچکرا ورتی نے نہایت ہی فصیح بلیغ بنگالی زبان میں اور نہایت ہی مؤثر لہجہ میں بیان کیا۔ کہ حضرت محمدؐ نوع انسان کے لئے ایک امید کا پیغام لائے ہیں۔ اور آپ نے جنگلوں میں جا کر گوشہ نشینی کی زندگی کو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ ہماری طرح دوسرے انسانوں کے درمیان رہ کر اس بات کا نمونہ پیش کیا۔ کہ کس طرح انسان دنیا کے روزانہ شور و غوغا کے درمیان رہتے ہوئے ایک ہی وقت میں خدا کی عبادت اور انسان کی خدمت کر سکتا ہے۔ اور روحانیت کو ترقی دے سکتا ہے؛

سنیاس اور رہبانیت کا نمونہ غیر طبعی اور انسانیت کے لئے مہلک ہے حضرت محمدؐ کا ہی ایک نمونہ ہے۔ جو ایک طبعی نمونہ ہے۔ اور نوع انسان کی ترقی اور بہتری کے لئے مفید ہے۔ مسٹر سید بدرالدجی نے دوسرے امور کے علاوہ اس بات کو واضح کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے عورت کے حقوق کی حمایت اور حفاظت کی۔ اور تاریخ عالم میں پہلی دفعہ آپ ہی کے ذریعہ عورت کو ایک تمدنی اور قانونی حیثیت حاصل ہوئی۔ اگر آپ کوئی اور کام نہ بھی کرتے۔ تو آپ کا صرف یہی کارنامہ تاریخ میں آپ کو سب سے اعلیٰ مقام دینے کیلئے کافی سے زیادہ تھا۔ ڈاکٹر کالی داس ینگ نے فرمایا۔ قوم پرستی کا لفظ آجکل کے بڑے نام مہذب لوگوں کی ایجاد ہے۔ اور ہمیں اس پر شرمندہ ہونا چاہئے۔ محمد صلعم اس لفظ (قوم پرستی) کو قطعاً نہیں جانتے تھے وہ ایک تھے۔ اور انہوں نے تمام نوع انسان کی بہتری کیلئے ہر قسم کی بدی کا مقابلہ کیا۔ آپ نے حق کو بچایا۔ حق کے لئے جد وجہد کی۔ حق کیلئے زندگی بسر کی۔ لوگوں کو حق پہنچایا۔ اور انسان کو جہالت کے گڑھے سے نکالا۔ اور اسکو امن و صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ آنحضرت انسانی نسل کے لئے فخر و مباہات کا موجب ہیں آپ ہی مخلوق کی زینت ہیں؛

مسٹر ہرکلے سین نے جو ایک شریف بوڑھے آدمی ہیں۔ بیان کیا۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ جس کے ثبوت میں انہوں نے سیل کے ترجمہ سے چند آیات اس مضمون کے متعلق پڑھ کر سنائیں۔ آخر میں مولانا اللہ دتا نے ایک مختصر اردو میں تقریر کی اور جلسہ ساڑھے سات بجے ختم ہوا۔ خاکسار [illegible]

اقتباسات

قادیان کا بوچڑخانہ
سکھوں اور ہندوؤں کی مشترکہ فتنہ انگیزی
کیا پنجاب کے مسلمان ابھی بیدار نہونگے؟

قادیان کے بوچڑخانہ کے سلسلے میں سکھوں اور ہندوؤں نے جو مشترک فتنہ انگیزی کی۔ اس کی تفصیلات قارئین کرام کے ملاحظہ میں پیش کیجا چکی ہیں۔ ہم اس سلسلے میں ابتک تفصیلی اظہار خیال سے اس لئے محترز رہے۔ کہ جن ذمہ وار ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں نے نہرو رپورٹ کی حمایت میں اتحاد کا وعظ شروع کر رکھا ہے۔ وہ لازماً اپنے مانے ہوئے اصول کی بنا پر یہ طے کر لینگے۔ کہ کسی ایک قوم یا مختلف اقوام کو اپنی کسی ہمسایہ قوم کی مذہبی اجازت سے تعرض حق حاصل نہیں۔ اگر سکھ اور ہندو جھٹکا کھاتے ہیں۔ یا سکھ اور انگریز سؤر کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ تو اپر مسلمانوں کو معترض ہونیکا کوئی حق حاصل نہیں۔ اسی طرح اگر مسلمان گائے ذبح کرتے ہیں۔ اور اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ تو کسی ہندو یا سکھ کیلئے اسپر اعتراض کرنیکی کوئی وجہ پیدا نہیں ہوتی سکھ اور ہندو گائے کی عزت کرتے ہیں۔ تو کریں۔ وہ ہر وقت گائے کے احترام کا جو طریقہ چاہیں۔ عمل میں لائیں۔ مگر اس نوع کا احترام صرف انہی لوگوں پر واجب ہو سکتا ہے جو اسے صحیح سمجھتے ہیں۔ اور درست مانتے ہیں ان لوگوں پر واجب نہیں جنکے نزدیک سرے سے اسکی اچھائی ہی مسلم نہیں بلکہ وہ مذہب یا مذہب ہی شائستہ استرداد ہیں جن میں اس قسم کے احترام کا حکم دیا گیا ہے یا کہا جاتا ہے۔ کہ دیا گیا ہے لیکن ہمارا خیال غلط نکلا۔ سکھوں اور ہندوؤں نے مشترکہ حیثیت سے بوچڑخانہ کے خلاف شدید فتنہ انگیزی شروع کر دی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے ایک ناپاک اور انصاف برانداز فعل پر سرشار ہوتے اکڑ اکڑ کر کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ قادیان میں نیا "گرو کا باغ" پیدا کر دینگے۔ ہندوؤں کی تائید کر رہے ہیں۔ ہندو اخبارات سکھوں کی فتنہ انگیزی کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ اور مہاشہ کرشن بھی جو دنیا کے سامنے قومیت کا لباس پہنے پھرتے ہیں درحالانکہ اصلاً ان کی قومیت محض حصول زر ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں، روزانہ لکھ رہے ہیں۔ کہ پہلے قادیان میں کوئی بوچڑخانہ نہ تھا۔ اور مہاتما گاندھی کے ۲۱ روزہ برت کے موقع پر طے ہو گیا تھا۔ کہ جہاں پہلے کوئی بوچڑخانہ نہیں ہے۔ وہاں نیا بوچڑخانہ نہ بنایا جائے وغیرہ

حق ذبح بقر پر ضرب

نہرو رپورٹ کے حامی مسلمان بالکل خاموش ہیں۔ "زمیندار" میں پہلے دن ایک مضمون لکھا گیا تھا۔ لیکن اس میں بھی آخر میں جا کر تان قادیانی احمدیوں کی بزدلی پر توڑی گئی۔ کہ انہوں نے سکھوں کا مقابلہ نہ کیا۔ دوسرے روز اس فتنے کو کانگرس کے اجلاس کی ناکامی کا ذریعہ بنا کر سکھوں اور ہندوؤں سے کہا گیا۔ کہ وہ اپنے مفسدین کو سمجھائیں۔ مگر اس تلقین کا اثر معلوم ہے۔ مہاشہ کرشن صاف دعویٰ فرما رہے ہیں۔ کہ جو مسلمان کانگرسی ہیں۔ انہیں سکھوں اور ہندوؤں کی تائید میں بوچڑخانے کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیئے۔ یہ ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی قوم پرستی اور ہمسایہ اقوام کے مذہبی حقوق کی حفاظت و نگہداشت۔ اسکے باوجود اگر مسلمانوں کو ہوش نہیں آتا اور انکی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ تو پھر بہ حیثیت ملت انکی تباہی و بربادی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ ہم ادب کے ساتھ اپنے تمام بھائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ انکے مذہبی حقوق خطرے میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور سکھوں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو مردار کرکے ہیں پامال کر کے چھوڑینگے۔ فاضلکا میں مدت سے وہ شر انگیزی کر رہے ہیں اب مسلمانوں کو بوچڑخانہ بنانیکی اجازت ملی ہے۔ تو "ملاپ" نے از سر نو فتنہ پردازی کی بنیاد ڈالی ہے۔ قادیان کے بوچڑخانہ کو دن دہاڑے مسمار کیا گیا۔ اور یہ انہدام جس جذبہ عناد کا پتہ دیتا ہے وہ محتاج بیان نہیں یہ ایک بوچڑخانہ کا سوال نہیں۔ بلکہ ذبح بقر کے مستقل حق کا سوال ہے اور جن مفسد سکھوں نے قادیان کے بوچڑخانہ کو ڈھایا اور منہدم کیا ہے انہوں نے مسلمانان پنجاب کے حق ذبح بقر کو چیلنج کیا ہے یہ موقع اگر مگر کا نہیں۔ کانگرس کے اجلاس کی ناکامی و کامیابی کے قصے چھیڑنے کا نہیں کانگرس کامیاب ہو یا ناکامیاب ہو۔ باقی رہے یا مٹ جائے۔ ثریا پر پہنچ جائے یا تحت الثریٰ میں چلی جائے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا حق ذبح بقر محفوظ ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اسکی حفاظت کیلئے کانگرس کے دس لاکھ اجلاسوں کا خون بھی کرنا پڑے تو کسی مسلمان کو اس میں ایک لمحہ کے لئے بھی تامل نہیں ہونا چاہیئے۔

سکھوں کا جوش جنوں

سکھ کہتے ہیں۔ کہ وہ قادیان کے بوچڑخانے کو مٹانے کے لئے "گورو کے باغ کا منظر پیدا کر دینگے۔ وہ اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے وہ "جوانمردی" نہیں دکھا سکے۔ نہ آدمیوں کو گرفتاری سے بچانیکے لئے اس "جرأت دلیری" کا ثبوت نہیں دے سکے۔ پنجاب کو تشدد سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکے لیکن مسلمانوں کی مخالفت کا سوال آئے۔ تو ان کی "مردانگی" کے سمندر میں طوفان آ جاتا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ آجتک ان "جوانمردوں" نے ایک چھاؤنی کے مذبحہ کے متعلق بھی وہ جوش و خروش نہیں دکھایا۔ جو قادیان کے بوچڑخانے کے سلسلے میں دکھایا گیا ہے۔ اور دکھانے بھی کس طرح۔ چھاؤنیوں کے مذبحے انگریزوں کے لئے ہیں لیکن ہمیں اب اسکے متعلق شکایت کی کوئی ضرورت نہیں۔ اتنا کہہ دیتے ہیں۔ کہ اگر سکھوں کے دماغوں میں یہ جنون سمایا ہوا ہے۔ کہ وہ گرو کے باغ کی دھمکیاں دے دیکر دوسری اقوام کے مذہبی حقوق چھین سکتے ہیں۔ تو شوق سے یہ بھی کر دیکھیں۔ مگر اسکے انجام کے متعلق ابھی سے غور کر لیں۔ ابھی سے سوچ سمجھ لیں مسلمانوں نے ابھی تک دائرہ قانون سے قدم باہر نہیں نکالا۔ انہوں نے رائج الوقت قانون کے ماتحت لائسنس لیکر بوچڑخانہ بنایا۔ سکھوں نے اسے دن دہاڑے منہدم کیا۔ مگر مسلمانوں نے پھر بھی قانون شکنی نہ کی۔ اب یہ کام حکومت کا ہے کہ وہ مختلف اقوام کے مذہبی حقوق کی حفاظت کے دعوے کا عملی ثبوت دے۔ اگر وہ اس باب میں قاصر رہی تو پھر مسلمان اپنی حفاظت کا کام خود انجام دینگے یا ہمیشہ کے لئے مٹ جائینگے۔ سکھوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جوش کی حالت میں اس قسم کے الفاظ زبان پر لے آنا آسان ہے مگر قوموں کے مذہبی حقوق سے تعرض آسان نہیں۔

"مباہلہ" کے ایڈیٹر کا بیان

ہمیں سب سے زیادہ رنج "مباہلہ" کے ایڈیٹر پر ہے۔ جس نے اس موقعہ پر یہ ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے۔ کہ یہ بوچڑخانہ صرف قادیانی احمدیوں کا تھا اور کسی دوسرے مسلمان کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ "مباہلہ" کو قادیانی احمدیوں کے عقائد کے خلاف ہر نوع کے اعتراض کا حق حاصل ہے لیکن بوچڑخانے کے معاملے میں اس کا افتراق انگیز بیان بے حد رنجدہ ہے۔ یہ مسلمانوں کے حق ذبح بقر کی تحقیر ہے۔ بوچڑخانہ کا تعلق ہر مسلمان سے ہے اور ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر مان لیا جائے۔ کہ منہدم شدہ بوچڑخانہ محض قادیانیوں کا تھا اور آج سکھوں اور ہندوؤں کی مشترکہ فتنہ انگیزی سے اس کا انہدام اس لئے گوارا کر لیا جائے کہ عام مسلمانوں کو قادیانیوں کے بعض عقائد سے شدید اصولی و اساسی اختلاف ہے۔ تو کل باقی مسلمانوں کو بھی اپنے کسی نہ کسی حق کے زوال کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ آج قادیانی مرینگے اور باقی مسلمان انکی امداد نہیں کرینگے۔ تو لازماً کل باقی مسلمانوں کے مرنے پر قادیانی بھی ان سے علیحدہ رہینگے اور اس مشترک معاملات میں بھی مسلمانوں میں کوئی اتحاد پیدا نہ ہو گا۔ سکھوں کی طرف دیکھو۔ کہ وہ اپنے آپکو توحید پرست کہتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کے ساتھ ملکر گائے کی حفاظت کیلئے بڑی سے بڑی فتنہ انگیزی کے لئے تیار ہیں۔ کیا مسلمان اپنے حق ذبح بقر کیلئے ملکر اور متحد ہو کر تدابیر دفاع اختیار نہیں کر سکتے؟ "مباہلہ" کے ایڈیٹر نے قادیانیوں کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ مسلمانوں کے حق ذبح بقر کی مخالفت کی ہے۔ اور وہ جس قدر جلد اپنے بیان سے علیحدہ ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر مذبحہ صرف قادیانیوں کا ہو تو اس حالت میں بھی ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ اسکی حفاظت کرے۔ اس لئے کہ قادیانی مسلمان ہیں خواہ وہ اپنے عقائد کے رو سے کتنے ہی گمراہ کیوں نہ ہوں۔ اور انکے مذبحہ کو اس لئے نہیں ڈھایا گیا۔ کہ وہ قادیانیوں کا تھا بلکہ اس لئے ڈھایا گیا ہے کہ اسلامی احکام کے ماتحت گائے حلال و طیب ہے مسلمانوں کی ایک جماعت نے اس سے فائدہ اٹھایا اور سکھ اسے پسند نہ کر سکے۔

مسلمانوں کا فرض

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس فتنہ عظیم کے دفاع کے لئے تیار ہو جائے جس نے قادیان سے سر اٹھایا ہے۔ اور جو نہیں معلوم کیا صورت اختیار کرنیوالا ہے مسلمانوں کے حقوق کو مٹانے کی کوششیں ہر لحظہ

وسعت اختیار کر رہی ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ پنجاب کے نوجوان مسلمان ایک ایک قریہ ایک ایک دیہہ میں رضا کاروں کی جماعتیں بنالیں جو حلف اٹھائیں۔ کہ وہ کسی کے حق سے تعرض نہ کریں گے۔ مگر اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت میں مرمٹیں گے۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ایسے مجاہد واعظ کو چاہیئے۔ کہ وہ چند سال اس کام کے لئے وقف فرمائیں۔ ایک ایک موضع اور ایک ایک قریہ میں پھر نکلیں۔ تمام مقامات پر رضا کاروں کے جال پھیلادیں۔ یہ سب سے بڑا اور ضروری کام ہے جسے جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہونچنا چاہیئے۔ باقی رہا۔ قادیان کا معاملہ تو اس کے ضمن میں ضروری ہے۔ کہ حکومت کی ہر کارروائی کی پوری نگرانی کی جائے۔ بوچڑ خانہ منہدم کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہونچا کر جلد سے جلد دوبارہ بوچڑ خانہ تعمیر کرایا جائے۔ تعمیر کا سارا بار اُن مفسد سکھوں اور ہندوؤں پر ڈالا جائے۔ جو اس کے انہدام کے بالواسطہ یا بلاواسطہ ذمہ دار ہیں۔ آخر میں ہم سکھوں اور ہندوؤں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ اب بھی اپنی روش بدلیں۔ اگر انہوں نے موجودہ طریق عمل کو بحال رکھا۔ تو خرابی احوال کی ساری ذمہ داری ان کی گردن پر ہوگی ؛

(روزنامہ انقلاب لاہور ۲۰ر اگست ۲۹ء)

حادثہ قادیان پر "اکالی" کی رائے زنی

معزز معاصر "اکالی" امرتسر نے اپنی تازہ اشاعت میں حادثہ قادیان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے اگرچہ ہمیں علی الکل اتفاق نہیں۔ تاہم بڑی مسرت کا مقام ہے۔ کہ ہمارے معاصر نے بہت بہتر طریق عمل کا ثبوت دیا ہے اور اس کی روش ہندوجرائد سے یقیناً بہت اچھی ہے۔ مثلاً اس نے لکھا ہے "اس قسم کے فسادات ہم کب تک برداشت کرتے جائیںگے۔ ضرورت ہے کہ اس کے لئے کوئی مکمل قواعد بنائے جائیں۔ زمانہ آزادی کا آرہا ہے اور ہمارے خیال میں سؤر اور گائے کو کھانے کی ہر ایک کو اجازت ہونی چاہیئے" معاصر موصوف آگے چلکر لکھتا ہے:۔ "سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے۔" اور آگے چلکر معاصر موصوف تحریر کرتا ہے "ایک دوسرے کو اکثریت کے بل پر دبانے کا اصول نہیں" پھر لکھتا ہے "قادیان میں جھگڑا ایک دوسرے کے جذبات کو ٹھیس لگانے سے شروع ہوا۔ سکھوں نے جھٹکہ کی دکان کھولی۔ اس کو مسلمانوں نے اپنے جذبات کے خلاف سمجھا۔ اور اس سے متاثر ہوکر بوچڑ خانہ کھولا" پھر لکھتا ہے "اگر انگریزوں کے گائے کھانے پر ہمیں اعتراض نہیں۔ تو مسلمانوں کے گائے کھانے پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے"

آخر میں ہمارے معاصر نے ہندو مسلمان اور سکھ رہنماؤں سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ موقعہ پر پہونچکر اس قضیہ کا فیصلہ کریں۔ "اکالی" کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) ہر مذہب کے پیرو کو ہر چیز کے استعمال کی آزادی ہونی چاہیئے۔
(۲) سکھوں نے جو کچھ قادیان میں کیا۔ وہ ان کے کسی مذہبی اصول پر مبنی نہیں۔
(۳) فتنہ ایک دوسرے کے جذبات کو ٹھیس لگانے سے شروع ہوا۔ اور پہل سکھوں کی جھٹکے کی دوکان سے ہوئی۔ (۴) اگر انگریزوں کی گائے خوری پر اعتراض نہیں۔ تو مسلمانوں پر کیوں اعتراض ہو۔ (۵) فیصلہ باہم ملکر کرنا چاہیئے ہم اپنے معاصر کی تجویز کی تائید کرتے ہیں۔ اور اب بھی اگر سکھ اور ہندو

سرگودہا میں تبلیغی جلسہ

۲۴ر اگست ۲۹ء بوقت ۹ بجے شام گول چوک میں بصدارت حافظ عبدالعلی صاحب احمدی بی اے۔ وکیل ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی محمد یار صاحب مولوی۔ فاضل نے خصوصیات اسلام پر ایک نہایت عالمانہ تقریر فرمائی اور مندرجہ ذیل چھ خصوصیات پیش کیں:۔

(۱) اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ مگر دوسرے مذاہب میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

(۲) دوسری خصوصیت جو ہمیں اور کسی مذہب میں نظر نہیں آتی۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا نمونہ ہے۔ آپ نے نہایت دلکش پیرایہ میں ثابت کیا کہ حضور صلعم ایک لڑکے کے لئے نمونہ ہیں۔ ایک جوان کے لئے نمونہ ہیں۔ ایک انقلاب پسند کے لئے نمونہ ہیں۔ ایک بادشاہ کے لئے نمونہ ہیں۔ بیوی۔ بچوں کے لئے نمونہ ہیں۔ اولاد کے فوت ہوجانے پر نمونہ ہیں۔ پھر موت کے وقت صبر اور استقلال کا نمونہ ہیں غرضکہ آپ تمام انسانوں کے واسطے نمونہ ہیں۔ نہ ہمیں یہ نمونے حضرت عیسیٰ کے حال میں ملتے ہیں۔ نہ ویدوں کے رشیوں کے اس قسم کے حالات ملتے ہیں:۔

(۳) تیسری خصوصیت۔ مذہب اسلام کی کتاب قرآن ہے۔ آپ نے قرآن کریم کا دعوے۔ کہ اس جیسی کوئی کتاب بنادے۔ یا دس سورتیں بنادے۔ یا ایک سورت یا ایک آیت یا آیت کا ٹکڑا پیش کیا ؛

(۴) چوتھی خصوصیت یہ ہے۔ اسلام جو بھی حکم فرماتا ہے۔ اور جو دعوے کرتا ہے۔ اس کی دلیل ساتھ دیتا ہے۔ مثال ویسئلونک عن الروح کی ایسی لطیف تفسیر کی۔ کہ روح اور مادہ کا مخلوق ہونا ثابت کیا۔ دلیل ساتھ یہ دی۔ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا الخ

(۵) پانچویں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالےٰ نے لیا ہے۔ آپ نے لفظی حفاظت کو حافظوں کے وجود سے ثابت کیا اور بتلایا کہ یہ حفاظت بائبل۔ وید۔ توراۃ کے متعلق نہیں ہے۔ معنوی حفاظت کے لئے مجددوں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ جو آج تک جاری ہے اور اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام آئے۔ لیکن انجیل توراۃ۔ ویدوں کا تغیر و تبدل دیکھ کر وہ اسی واسطے خاموش ہے کہ اب ان کتابوں کی ضرورت ہی نہیں ہے ؛

(۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اسلام زندہ خدا کا وعدہ دیتا ہے۔ وہ دوسرے مذہبوں کی طرح یہ نہیں وعدہ کرتا۔ کہ تم کو خدا کی خوشنودی حاصل ہو جائے گی۔ لیکن وہ دنیا میں اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ آپ نے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ سے ثابت کیا۔ اور واذا سئلک عبادی عنی الخ سے قبولیت دعا کو پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ چودہ سو سال سے اس قسم کے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے زندہ خدا کو اپنے وجود سے ثابت کیا۔ اور آپ کی پیشگوئی جنگ عظیم والی کی تشریح فرمائی۔ آخر میں مولوی صاحب نے مسلمانوں کو حفاظت اسلام کیلئے نصائح فرمائیں۔ تقریر مسلسل اور نہایت عالمانہ تھی۔ حاضری قریباً ۲۰۰ تھی سادہ جلسہ بخیر و خوبی اور عافیت ختم ہوا۔ محمد سعید سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سرگودہا

نامہ نگار "اہلحدیث" کا چیلنج منظور

بعض لوگوں کو بلاوجہ اپنی شہرت کی غرض سے دوسروں کو چیلنج دینے کا شوق ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک شخص "عبدالرحمن ازرانیوال" ہے۔ جو علوم عربیہ سے نابلد اور معمولی نوشت وخواند کا آدمی ہے۔ میں نے اس کو دو خط بزبان عربی لکھے۔ مگر تا حال جواب ندارد۔ اپنی خفت مٹانے کے لئے "اہلحدیث" میں مجھے چیلنج مباحثہ کرتا ہے۔ میں اس کے چیلنج کو منظور کرتا ہوں۔ اس کے ذمہ ہوگا۔ کہ حفظ امن کی ذمہ داری اٹھائے۔ اور اپنی علمیت کے ثبوت کے بعد جماعت احمدیہ کے مناظر سے مباحثہ کرلے ورنہ جاہلوں سے خطاب کے متعلق شیخ سعدی خوب فرما گئے ہیں..... باشد خاموشی۔ ہم خوش ہونگے۔ اگر وہ مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو پیش کرے۔ اگر وہ ان باتوں کے لئے تیار نہ ہو۔ تو اس کی جرأت ظاہر ہے تاہم ہم اس کے ساتھ تحریری مباحثہ کے لئے پھر بھی تیار ہیں ؛

خاکسار نور احمد الطبیب احمدی از لودی ننگل۔ ضلع گورداسپور

مباحثہ گجرات
کے متعلق غلط بیانی کا ازالہ

۲۳-۲۴- جولائی کی شب کو غیر احمدیوں اور احمدیوں کا ایک مباحثہ ختم نبوت پر گجرات میں ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد ابراہیم صاحب عربی مدرس گجرات اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولینا اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل تھے۔ احمدیت کے دلائل کی تاب نہ لاکر "گجراتی پبلک" نے شور وغوغا شروع کر دیا۔ اور اس طرح ابتری پھیلا کر مباحثہ کو خراب کرنے کی کوشش کی۔ اس ناکام کوشش کو بعض لوگ کامیابی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی بیّن شکست ہے۔ مباحثہ پورے وقت تک ہوا۔ اور سنجیدہ مزاج اصحاب پر اچھا اثر ہوا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب کو تحریری شرط کے مطابق بارہا اپنے ساتھیوں کے خلاف اظہار نفرت کرنی پڑی۔ مگر لوگ شور کرتے رہے ؛ (نامہ نگار)

ہوشیار رہیں

چودھری نور الدین صاحب ذیلدار اطلاع دیتے ہیں:۔

کہ ایک شخص عمر الدین ولد وزیر جٹ ساکن چک ۶ ضلع منٹگمری لوگوں سے ان کے نام پر قرضہ لیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ان کا رشتہ دار ظاہر کرتا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ لوگ اس کے دھوکہ سے بچیں۔ وہ صرف برائے نام احمدی کہلاتا ہے۔ احباب ہوشیار رہیں ؛

اجلاس جناب میاں غلام مرتضیٰ خانصاحب

نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم لائلپور

عبدالرحیم ولد مہر چھنڈو ذات ارائیں ساکن چک نمبر ۲۲۴ رکھ برانچ فریق اول

بنام

(۱) منشی برکت اللہ (۲) بابو فتح اللہ (۳) حافظ عبداللہ (۴) نور اللہ پسران منشی فتح الدین ارائیں سکنائے چک نمبر ۲۰۷ رکھ برانچ (۵) عبدالعزیز ولد مہر چھنڈو (۶) فضل الٰہی (۷) عبدالمجید پسران عبدالعزیز (۸) عبدالحمید نابالغ ولد عبدالعزیز برفاقت فضل الٰہی برادر حقیقی خود ولد عبدالعزیز ذات ارائیں سکنائے چک نمبر ۲۲۴ رکھ برانچ - فریق ثانی

درخواست تقسیم اراضی مربعہ نمبر ۵۵ و ۶۹ - ۷۰ - ۱۷ - ۳ - ۷ واقعہ چک ۲۰۷ رکھ برانچ

اشتہار

بمقدمہ صدر باوجود نوٹس بھی جاری کرنے کے نمبر ۳ حافظ عبداللہ اور نمبر ۴ میاں نور اللہ پسران منشی فتح الدین حاضر عدالت ہذا نہیں آئے - اس لئے اب بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع کیا جاتا ہے - اب $\frac{9}{29}$ ۱۰ تاریخ پیشی مقرر ہوئی ہے - اگر وہ اس تاریخ پر بھی حاضر عدالت نہ ہوئے - تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی $\frac{8}{29}$ ۱۵

دستخط و مہر عدالت

ہندوستان کی خبریں

لاہور - ۲۲ اگست یہاں کے کانگریسی حلقے گاندھی جی کے صدارت سے انکار کرنے پر سخت مضطرب ہو رہے ہیں۔ بعض کانگریسیوں میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اگر گاندھی جی نے اپنے انکار پر اصرار کیا تو شائد لاہور میں کانگرس کا اجلاس منعقد کرنا غیر ممکن نہیں۔ تو از حد مشکل ہو جائے گا۔ پنجاب کی حالت ایسی ردی ہے۔ کہ اسے سنبھالنے کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جسے سب کا اعتماد حاصل ہو۔ پنڈت جواہر لال نہرو نوجوانان پنجاب کے محبوب ہیں۔ لیکن بعض کانگرسی اصحاب کا خیال ہے۔ کہ اگر تین صوبوں کی رائے پر انہیں صدر منتخب کیا گیا تو اجلاس کے کام میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے +

ہفتہ مختتمہ ۱۷ اگست میں ۱۰ نئے قصبوں اور ۱۵ نئے دیہات میں ہیضہ پھوٹی۔ اس سے پہلے ہفتہ میں دو نئے قصبوں اور ۱۱ نئے دیہات میں یہ وبا پھوٹی تھی۔ ان مقامات پر ۸۱ وارداتیں اور ۴۵ موتیں ہوئیں۔ پچھلے ہفتے ۱۶۰ وارداتیں اور ۶۳ موتیں ہوئی تھیں +

لاہور ۲۲ اگست۔ انسپکٹر پولیس دہلی امپیریل سمنٹ کمپنی برانڈرتھ روڈ لاہور کے خلاف زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند فریب دہی کے ایک مقدمے کی تفتیش کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر تفتیش مکمل ہو گئی۔ تو چالیس ہزار روپے کا دعویٰ ثابت ہوگا +

شملہ ۲۲ اگست۔ مسٹر رسل قائمقام ممبر ریلوے بورڈ کو سر آسٹن ہیڈو کی جگہ جواب اکتوبر میں ریٹائر ہونگے۔ ریلوے لائنوں کا چیف کمشنر مقرر کیا گیا ہے +

ملتان ۲۲ اگست۔ ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے ایک سرکاری ملازم کو دو آنہ کے غبن کے الزام میں ایک دن قید سخت اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ بصورت عدم ادائگی جرمانہ ایک ماہ مزید قید بھگتنی پڑے گی +

گڑگاؤں - ۲۱ - اگست ضلع گڑگاؤں میں ٹڈی دل نے تباہی کا عالم پیدا کر دیا ہے۔ ٹڈی کے مارنے اور ان کے انڈوں کو ختم کرنے کے لئے سرکاری افسران تعینات کر دئے گئے ہیں +

لائل پور - ۲۱ اگست گذشتہ دنوں جانچ سٹیم پریس لائل پور کی آتشزدگی کے سلسلہ میں پبلک میں بڑی تشویش پھیلی ہوئی تھی۔ اور مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ آتشزدگی کے اسباب کے متعلق پوری پوری تحقیقات کی جائے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس نے جانچ سٹیم پریس کے مالک کا چالان کر دیا ہے۔ اور وہ ۲۰ ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا گیا ہے +

بمبئی ۲۲ اگست ایک پر اسرار بیماری نے طبی افسروں کو حیران اور پریشان کر رکھا ہے۔ ابھی تک وہ اس بیماری کی پیدائش کے اسباب و علل دریافت نہیں کر سکے +

کلکتہ ۲۱ اگست۔ آج بلدیہ کلکتہ کے اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ نیا سیتی گھی قطعاً ناقابل استعمال ہے۔ نیز فیصلہ ہوا کہ حکومت ہند سے استدعا کی جائے۔ کہ وہ قانوناً اس گھی کی خرید و فروخت کو ہندوستان میں بند کر دے +

شملہ ۲۱ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر محمد شفیع اور ملک فیروز خان نون نے سر ذوالفقار علی خان۔ رکن ہندوستانی مرکزی کمیٹی کو ایک بحری پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں سر ذوالفقار علی خان پر زور ڈالا گیا ہے۔ کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس دہلی کی قراردادوں کی پرزور تائید و حمایت کریں +

دہلی ۱۹ اگست۔ ڈاکٹر مونجے صدر ہندو مہاسبھا نے سر سنکرن نائر صدر ہندوستانی مرکزی کمیٹی کے نام حسب ذیل پیغام بذریعہ تار انگلستان روانہ کیا ہے۔ ہندو مہاسبھا مجلس مرکزی کی قرارداد متعلقہ علیحدگی سندھ کے خلاف نہایت زور سے صدائے احتجاج بلند کرتی ہے +

کپور تھلہ - ۲۱ اگست - دریائے بیاس میں زبردست سیلاب آنے کی وجہ سے ریاست کپور تھلہ کے رقبہ سے دس میل کے اندر اندر دریائے مذکور کے مشرقی ساحل پر واقعہ فصلیں کلیتہً تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ ریاست کی تین تحصیلوں کے دیہات زیر آب ہیں۔ اس وقت تک صرف ایک جان کے نقصان کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ سیلاب تین روز کے بعد کم ہو رہا ہے +

امرتسر ۲۱ - اگست۔ ماسٹر تارا سنگھ نے مقامی اخبار "اکالی" کے ایک شذرے میں یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ سکھوں کو اپنے حقوق کے متعلق پروپیگنڈا کرنے کے لئے انگلستان ایک وفد بھیجنا چاہیئے۔ نیز انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ اگر سکھوں نے سکھ لیگ کے اس اجلاس کے بعد جو دسہرہ کی تعطیلات میں بمقام لائل پور منعقد ہوگا۔ وفد روانہ کیا۔ تو وہ بعد از وقت ہوگا +

کلکتہ ۲۰ اگست۔ تقریباً بیس ہزار مزدور کارخانجات پٹ سن کام پر واپس آ گئے ہیں۔ اور کام کرنے لگے ہیں +

الہ آباد - ۲۱ اگست. بریلی جیل کے اسیران کاکوری جو بارہ روز سے ترک غذا کئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مقاطعہ جوعی اس وقت تک کے لئے ترک کر دیا ہے۔ جب تک کہ حکومت ان کے مطالبات اور شکایات پر غور کرے۔ اور اپنا فیصلہ صادر کرے +

الہ ۲۱ اگست۔ تقریباً ۱۲۹ - آدمیوں کو رائے بریلی میں باؤلے گیدڑوں نے زخمی کر دیا +

بیدر کی ایک اطلاع ہے۔ کہ ایک برات کے ساتھ آتشبازی کا سامان بوریوں میں بند کر کے لے جا رہے تھے کہ ایک بوری میں آگ کی چنگاری پڑ گئی جس سے آتشبازی کا سامان یک لخت جلنے لگ پڑا۔ اس سے تین آدمی ہلاک۔ اور ۳۲ زخمی ہوئے +

پشاور - ۱۸ اگست۔ نادر خان اور اس کے بھائی نے جو تیسرا حملہ گردیز پر کیا ہے۔ اس کے متعلق قطعی طور پر کوئی حال معلوم نہیں ہوا مگر یہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ کہ نادر خان بندوقوں اور مال غنیمت کی لوٹ میں حاجیوں سے ناواجب رعایت کر رہا ہے۔ اور یہ کہ بچہ سقہ پر کوئی حملہ کرنے کی غرض سے پیشتر ان کو یہ یقین ہو جانا چاہئے۔ کہ ان کی پوزیشن کیا ہے۔ اور یہ کہ ان کے حقوق و فرائض کیا ہیں +

ممالک غیر کی خبریں

شاہی لیبر کمیشن لندن سے ۲۶ ستمبر کو روانہ ہوگا

لنڈن ۲۰ اگست۔ لارڈ شیٹ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حیت لیلن کے ایک گیرج میں ۱۳۰ - موٹر کاریں جل گئیں۔ نقصان کا اندازہ تیس لاکھ فرانک کیا گیا ہے +

شنگھائی - ۲۱ اگست۔ چین کی قومی حکومت نے چائینیز ایسٹرن ریلوے کے رقبہ میں مارشل لا نافذ کر دیا ہے۔ کیونکہ مانچوریا میں صورت حال نازک ہوتی چلی جا رہی ہے +

طہران ۲۱ اگست۔ تبریز میں سیلابات کی تباہی کے باعث ایک سو انسان ہلاک ہوئے۔ اور پانچ ہزار مکانات تباہ ہوئے +

پیکن - ۲۱ اگست۔ قابل وثوق ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ سوویٹ کے حملوں کے نتیجہ کے طور پر کوئی دو سو چینی کام آ چکے ہیں۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ ہربن میں چینی سپاہی انفرادی طور پر روسی اور جاپانی عورتوں سے بدسلوکی کر رہے ہیں۔ اور چینی سوویٹ کے اسیروں کے ساتھ سخت بے رحمی سے پیش آ رہے ہیں +

وائنا ۱۹ اگست۔ آسٹریا میں بڑا جوش پھیل رہا ہے کیونکہ فیسسٹوں اور سوشلسٹوں کے درمیان شیریا میں اتوار کو فساد ہو گیا تھا جس میں ۳ آدمی مقتول اور تین سو مجروح ہوئے۔ خانہ جنگی شروع ہو جانے کا احتمال ہے۔ سوشلسٹوں کو اندیشہ ہے۔ کہ جمہوریت خطرہ میں ہے لہذا فوج اور پولیس کو ہر وقت طیار رہنے کے احکام صادر کر دئے گئے ہیں +

سات اشخاص کی نعشیں بلیہ کیلیفورنیا سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر امپیریل دیلی سیلڈم ہیڈ ڈیزرٹ (صحرائے نادر کی شاہی وادی) میں ایک بگڑی ہوئی موٹر کار کے پاس پائی گئیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نعشیں مسٹر اور مسز اریک آرمینیا اور ان کے پانچ بچوں کی ہیں۔ موٹر ٹوٹ جانے کے باعث وہ رکنے پر مجبور ہو گئے۔ اور تمازت آفتاب نے انہیں جلا ڈالا۔ اور پیاس کی شدت کے مارے مر گئے۔ موٹر کے انجن سے پانی غائب تھا۔

لنڈن ۲۱ اگست۔ سر پرسی لورین جدید ہائی کمشنر مصر نے مسی ساؤتھ . ـــــــ سے طویل خفیہ گفتگو کی +

لنڈن ۲۱ اگست۔ مسٹر میکڈانلڈ نے سفیر امریکہ سے اپنی ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم نے بحری اسلحہ کی تخفیف کے مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اور ہر بات پر غور کیا ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ صرف امریکہ اور برطانیہ کی مفاہمت اس وقت تک مفید نہ ہوگی جب تک کہ دوسری دول بھی اس میں شامل نہ ہوں +

سنجارسٹ ۲۱ اگست۔ فورٹ ڈمینٹی کا میگزین حرارت بڑھ جانے کے باعث پھٹ گیا۔ رات بھر دھماکوں کی آوازیں آتی رہیں۔ قلعہ تباہ ہو گیا۔ جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا +

لنڈن ۲۰ اگست۔ یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ لارڈ ارون وائسرائے ہند اس امر کے حق میں ہیں کہ مجالس قانون ساز کی عمر موسم سرما ۱۹۳۰ء تک بڑھا دی جائے۔ اور ترمیم شدہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے نفاذ کو جلد منظور کر لیا جائے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوستانی وزارت مجالس قانون ساز کو اندرونی [illegible] بڑھانے کے حق میں ہے +